

أَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ عِبَادِي فِي

الْحَدِيثِ

فَتْحُ بَابِ نُبُوَّتِ مُحَمَّدٍ وَخَتْمُ دَوْرِ رِثَالَتِ الْكَهْوَلِ سَلَامٌ

فَذَلِيلُ يَأْخِذُ نُبُوَّتِ كَا تَرْجَمَانِ

الْعَاقِبُ

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ // اپریل ۲۰۱۱ء

تَرْجَمَانِ

شیخ الحدیث علامہ خدام حسین رضوی

اپریل ۲۰۱۱

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

انا العاقب العجیب العجیب الذی لیس بعبد نبی

ابن ابی ہریرہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے شوهر کو دیکھا کہ وہ اپنے رب سے مل رہا ہے۔
مارف کاہل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے شوهر کو دیکھا کہ وہ اپنے رب سے مل رہا ہے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

فدایان ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ماہنامہ
العاقب
لاہور

خادم حسین
رضوی

محمد صدیق نور

جلد 4
شمارہ 4

قیمت
20 روپے

سالانہ
300 روپے

مفتاحیہ
مفتاحیہ

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔
سیدنا یونس: حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے ملنے کے لیے اپنے شکم میں داخل ہوئے تھے۔

جہاں بانی سے دُشوار تر ہے کار جہاں بنی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ومن محاسنہ انہ ولی محمد بن ابی المنظور الأنصاری قضاء القیروان،
وکان من كبار أصحاب الحديث، قد لقی اسماعیل القاضي، والحارث بن ابی أسامة،
فقال بشرط أن لا أخذ رزقاً ولا أركب دابةً، فوالاه ليتألف الرعية، فاحضر اليه يهودی
قد نكس (السی)، فبطحه، وضربه الى أن مات تحت الضرب، خاف أن يحكم بقتله
فدخل عليه الدولة

مستشرق اسلامي، امام شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان الذهبي ف ۳۸۱-۳۹۷، جلد ۱۰،
صفحہ ۳۹۷-۳۹۸، طبع: دار احیاء التراث بیروت

نور محمد بن القاسم صاحب المغرب کی اچھائیوں میں سے یہ بھی ہے کہ
اس سے پہلے کہ ابی المنظور انصاری کو قیروان کا قاضی مقرر کیا۔ حضرت امام محمد بن ابی المنظور کبار (شہرہ)
کمال بن ابی العزیز بن سے تھے۔ ان کی ملاقات حضرت اسماعیل قاضی اور حضرت حارث بن ابی اسامہ

نور محمد بن القاسم صاحب المغرب کی اچھائیوں میں سے یہ بھی ہے کہ
اس سے پہلے کہ ابی المنظور انصاری کو قیروان کا قاضی مقرر کیا۔ حضرت امام محمد بن ابی المنظور کبار (شہرہ)
کمال بن ابی العزیز بن سے تھے۔ ان کی ملاقات حضرت اسماعیل قاضی اور حضرت حارث بن ابی اسامہ

نور محمد بن القاسم صاحب المغرب کی اچھائیوں میں سے یہ بھی ہے کہ
اس سے پہلے کہ ابی المنظور انصاری کو قیروان کا قاضی مقرر کیا۔ حضرت امام محمد بن ابی المنظور کبار (شہرہ)
کمال بن ابی العزیز بن سے تھے۔ ان کی ملاقات حضرت اسماعیل قاضی اور حضرت حارث بن ابی اسامہ

0321-4370406

03004627470

اکابر

توہینوں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف

حال ہی میں جس ملعون امریکی پادری نے قرآن کریم کی توہین کی اسے جرمن حکومت نے بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے ان کی تصاویر ویڈیو یوز انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلانے اور مالی بد عنوانیوں کے باعث اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔ جرمنی سے نکلنے کے بعد اس ملعون پادری نے امریکی ریاست فلوریڈا میں اپنا الگ چرچ قائم کیا۔ شہرت و دولت کے لالچی ملعون پادری نے گزشتہ سال بھی امریکہ میں گراؤنڈ زیرو کے مقام پر اسلامک سنٹر کی تعمیر کے خلاف احتجاج کیا تھا جب اس احتجاج کو امریکی میڈیا نے کوئی وقعت نہ دی تو ملعون پادری نے 11 ستمبر 2010ء کو گراؤنڈ زیرو کے مقام پر نعوذ باللہ توہین قرآن کا اپنا ناپاک منصوبہ پیش کیا۔ بس ایسا کرنے کی دیر تھی کہ پورا امریکی میڈیا اسے ہاتھوں ہاتھ لینے لگا اور اس کی ناپاک گفتگو براہ راست نشر کرنے لگا۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کو جب ملعون پادری کے ناپاک منصوبے اور میڈیا میں اسے بطور ہیرو پیش کرنے کا علم ہوا تو انہوں نے زبردست احتجاج کیا۔ امریکی حکومت کو جب ان مظاہروں کی رپورٹ ملی تو اس نے اپنے جنگی مفادات کو تحفظ دینے کی خاطر ملعون پادری کو توہین قرآن جیسا سنگین عمل کرنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ امریکی فوج کے جنرل ایڈمرل مائیک مولن اور وزیر دفاع رابرٹ گیتس کو دنیا بھر میں امریکی فوجیوں کی گردنیں بچانے کے لیے میدان میں آنا پڑا۔

فہرست

اکابر	نام و نشان طاقی	عشق و ایمان کا کردار	کس منہ سے چاہیں
3	9	11	13
15	21	24	25
29	33	36	46
48	57	58	

بعد میں دولت کے الچی ملعون امریکی پادری نے معروف امریکی فٹ بال کھلاڑی ”بریڈ بین سن“ سے ایک نئی لگژری کار لینے کے عوض میڈیا کے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ کار لے کر اب کبھی بھی قرآن کریم کی توہین نہیں کرے گا۔ لیکن کار وصول کرنے کے چند ہی ماہ بعد اُس نے یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کو جہاد پر یہ کتاب (قرآن کریم) ابھارتی ہے لہذا (نعوذ باللہ) 20 مارچ 2011ء شام 6 بجے قرآن کریم کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔

20 مارچ 2011ء کو ملعون امریکی ہم جنس پرست پادری کی قیادت میں 30 شیطانوں کے ایک گروہ نے خود ساختہ عوامی عدالت لگائی اور طے شدہ منصوبے کے مطابق قرآن کریم کی توہین کی۔ جس وقت قرآن کریم کی توہین ہو رہی تھی عین اس وقت امریکی ریاست فلوریڈا کی کینسواکس کاؤنٹی میں ناتھ ویسٹ 28 ٹیرس پر پالتو جانوروں کے ایک مرکز میں آگ لگنے پر ریسکیو کی جانب سے فوری کارروائی کر کے 8 میں سے 7 کتوں کو بچایا گیا۔

یہاں لمحہ فکریہ ہے کہ ریاست فلوریڈا کی انتظامیہ پالتو جانوروں کے مرکز میں اچانک لگنے والی آگ پر اگر فوراً قابو پاسکتی ہے تو ملعون پادری کی طرف سے پہلے سے باقاعدہ اعلان کے باوجود توہین قرآن کرنے پر اسے قابو کیوں نہیں کر سکی؟ محض 8‘10 منٹ کی طے شدہ ڈرامائی عدالتی کارروائی کر کے قرآن کریم کی کئی منٹ تک توہین کی جاتی رہی اور مقامی انتظامیہ شس سے مس نہ ہوئی۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس ملعون ترین جسارت کے پیچھے امریکی حکومت کی مجرمانہ غفلت، عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری پاپائے روم ”بنی ڈکٹ“ کی منافقت ازلی، امریکی افواج، انتظامیہ، پولیس اور ریاست فلوریڈا کی سیاسی قیادت کی اسلام دشمنی کا فرما ہے۔ امریکہ میں مقیم مسلمان بھی اس ناپاک جسارت پر خود کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے کہ ملعون امریکی پادری کے کئی ماہ قبل کیے گئے اعلان کے باوجود قانونی طور سے اُس کا محاسبہ کیوں نہیں کروایا گیا اور اُسے لگام کیوں نہیں دی گئی؟

امریکی اور یورپی معاشرہ اس وقت ”پاگل پن“ اور اسلام دشمنی کی حدوں کو ٹھوہرا ہے۔ خونخوار سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے عراق و افغانستان پر حملوں کے دوران ”کروسید وار“، صلیبی جنگ کا لفظ

صرف ترنگ میں آ کر استعمال نہیں کیا تھا بلکہ اس کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ سے قبل جب عیسائی کلیساؤں اور سیاست کو جدا جدا کیا گیا تو یورپی حکمرانوں نے پادریوں کی ہر بات کو حکم کا درجہ دے کر اپنے اپنے ایجنڈوں کا حصہ بنا کر اُس پر صدق دل سے عمل کیا۔ انہی پادریوں نے یورپی حکمرانوں کو استعمال کر کے اسلام مخالف کئی اعلانیہ اور غیر اعلانیہ جنگیں کی جنہیں تاریخ میں صلیبی جنگوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت کی توہین خاتم الانبیاء والرسل نبی کریم ﷺ کی توہین خاتم الکتب قرآن کریم کی توہین خاتم الامت امت محمدیہ کی توہین و نسل کشی اسی صلیبی جنگ کا حصہ ہے۔

یہ جنگ کب تک جاری رہے گی؟ اس سوال کا جواب بھی حاضر خدمت ہے۔ سوویت یونین (متحدہ روس) کا جب خاتمہ ہوا تو نیٹو افواج کے سیکرٹری جنرل سے پوچھا گیا کہ آپ نے تو سوویت یونین کا خاتمہ کر کے اپنا ہدف حاصل کر لیا ہے اب نیٹو ادارے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے جواب میں نیٹو سیکرٹری جنرل نے فی البدیہہ کہا ”ابھی اسلام باقی ہے۔“

اگر کسی کو نیٹو سیکرٹری جنرل کے اس بیان کی سمجھ نہیں آ رہی تو وہ لیبیا میں نیٹو کی فوجی کارروائی سے یہ جان سکتا ہے کہ نیٹو افواج کس مقصد کے لیے بنائی گئیں ہیں؟ یہودی ملک اسرائیل کی مسلمان ممالک لبنان، شام اور فلسطین میں قتل و غارت گری تو نیٹو کو نظر نہیں آتی لیکن مسلم ملک لیبیا میں پتا بھی ہل جائے تو نیٹو افواج کا ہاضمہ خراب ہونے لگتا ہے اور وہ درندوں کی طرح اسے کھانے دوڑتی ہیں۔

امریکی ریاست نبراسکا کے سینیٹر ”ارنی جیمبر“ نے ڈیٹکس کاؤنٹی کی عدالت میں 26 ستمبر 2007ء کو اللہ تعالیٰ پر (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اس بنیاد پر مقدمہ دائر کر دیا کہ خدا خوفناک سیلابوں اور تباہ کن سمندری طوفانوں کے ذریعے تمام انسانوں کو خوف زدہ کیے ہوئے ہے لہذا اُسے خدا کے خلاف حکم امتناعی دیا جائے۔ اس دور میں مسلمانوں کا حافظہ خاصا کمزور ہے۔ 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد ابرہہ ثانی سینیٹر بارک اوبامہ نے بیانگ دہل کہا تھا کہ اگر مسلمانوں کی طرف سے ایسا حملہ دوبارہ ہوا تو ہم (نعوذ باللہ) خانہ کعبہ پر حملہ کر دیں گے بعد میں یہی ابرہہ ثانی امریکی صدر منتخب ہوا تو کسی نے اسے مسلمان کہا

اگر حفاظت قرآن کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے نہ لیا ہوتا اور یہ ذمہ داری حکمرانوں یا رعایا پر ہوتی تو آج بائبل سے کئی گنا زیادہ اس میں تحریف و تبدل ہو چکا ہوتا تھا اور حکمرانوں یا رعایا نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کو اپنا مرکز بنانے کی بجائے امریکہ و برطانیہ کو مرکز بناتے ہوئے چند ڈالروں کے عوض اس تحریف و تبدل میں بھی اپنی خدمات پیش کرنی تھیں۔

امریکی و مغربی انتہا پسندوں کی درندگی دیکھتے ہوئے یہ خیال آتا ہے کہ 57 اسلامی ممالک کے تقریباً 1 ارب 50 کروڑ خواب غفلت میں مگن مسلمانوں سے وہ بھیڑیں ہی اچھی ہیں جو قصائی کو دوسری بھیڑ کی گردن پر چھری چلاتے ہوئے دیکھ کر کم از کم ہٹکتا یا باں باں تو کرتی ہیں لیکن ہم سے تو ہماری متاع زندگی چھینی جا رہی ہے اور ہمیں اپنے بکھیروں سے ہی فرصت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توہین رسول اللہ کی مسلسل توہین قرآن حکیم کی پے در پے توہین اور مسلمانوں کو گام جرمولی کی طرح کشادہ دیکھ کر تو ہمیں ماہی بے آب کی طرح تڑپ جانا چاہیے تھا لیکن ہم پہلے سے بھی زیادہ خواب غفلت میں مگن ہو جاتے ہیں۔ کرکٹ کے نام پر پورا پورا دین برباد کرنے والے مسلمان قومی ٹیم کی ہار پر خود کو یہ کہہ کر دلاس دے لیتے ہیں کہ ”یہ تو کھیل تھا اور کھیل میں کسی ایک نے تو ہارنا ہے“۔ اس مسلمان نے کیا کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ رب العزت کی توہین رسول اللہ ﷺ کی توہین قرآن کریم کی توہین اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کی صورت میں یہود و ہنود کی طرف سے ہمارے ساتھ جو مکروہ کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کا دفاع کس نے کرنا ہے؟

اس لیے اس سے پہلے کہ مزید دیر ہو جائے اور پھر کسی ملعون کو کوئی گستاخی کرنے کی ہمت ہو ہمیں اُن منہ زور پشتوں کے آگے ایسے مضبوط بند باندھنے چاہیے جو ہماری ایمانی سرحدات کی حفاظت کر سکیں۔



خواب غفلت میں مست مسلم ممالک کے حکمرانوں کے نام ہر شخص اپنے جذبات بذریعہ خط و ای میل پہنچا سکتا ہے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی (O.I.C) کی ویب سائٹ www.oic-oci.org/member-states.ap پر تمام اسلامی ممالک کے سربراہان اور وزارت خارجہ کے پوسٹل و ای میل ایڈریس دستیاب ہیں۔



ناموس مصطفیٰ ☆ پہ جوانی لٹائیے

مقصد یہ زندگی کا جہاں کو بتائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ پہ نچھاور ہیں دو جہاں

جاں دے کے اُن کی آن پر ایمان بچائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ پہ ہے مرنے میں زندگی

آپ حیات کے لئے سر کو کٹائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ پہ تو کٹتے ہیں با نصیب

ہونا ہے خوش نصیب تو ہمت بڑھائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ کے تحفظ کے نام پر

قربان ہو کے پھول وفا کے کھلائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ کی حفاظت ہے بندی

یہ کام کر کے رُوح عبادت کو پائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ کے تحفظ کے واسطے

جو کچھ بھی بس میں ہے وہ ہنر آزمائیے

ناموس مصطفیٰ ☆ کا تقدس رہے بحال

گستاخ مصطفیٰ ☆ کو سبق وہ سکھائیے

گستاخ مصطفیٰ ☆ کو اتارو فتا کے گھاٹ

گستاخ مصطفیٰ ☆ کے پر فحشے اڑائیے

کون سی سزا قتل ہے صحیح

اس میں کسی کی سوچ کی وقت گھٹائیے

قال نہیں کسی بھی رعایت کے بے ادب

بدگویوں پر نہ کوئی بھی کچھ رحم کھائیے

گستاخ ' بد کلام کو دوزخ میں بھیج کر

دنیا میں سچ جھٹلے بریں کی سچائیے

اس ضمن میں روا ہے کہاں کوئی پیش و پس

اس باب میں نہ کوئی بخیلی دکھائیے

کرتے ہیں جو بھی دین نبی ﷺ میں مداخلت

اُن منکروں سے قوم کا بچھا چھڑائیے

جتنے بھی غامدی • و وحیدی • ہیں منکرین

ان مفسدوں کے فتنہ و شر میں نہ آئیے

غازی ہے دین حق کا ممتاز قادری ﷺ

بجرات پہ اُس کی نعرہ حیدر لگائیے

سرکار دو جہاں سے ہے احقر کی التماس

بخشش کا ایک جام اسے بھی پلائیے

اپنے کرم سے اس کو نوازش ہو ہر عطا

بدکاریوں پہ اس کی نہ سرکار ﷺ جانیے

بھور کر رہا ہے ادا فرض منصبی

شرف قبولیت سے اسے جھگھکائیے

☆ ☆ عاشق رسول ﷺ غازی اسلام • منکر حدیث و فتنہ غامدیت کا بانی جاوید غامدی

• معروف منکر حدیث و فتنہ وحید الدین کا بانی وحید الدین خاں



اسی وادی میں عقیدت و عشق کا ایک اور تہایت رقت انگیز واقعہ پیش آیا۔ سہیل ابن عمرو قریش کی طرف سے نمائندہ بن کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ جب باتیں طے پا گئیں تو اب انہیں قیدِ تحریر میں لانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

سرکار ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ کی عبارت لکھنے کے لیے بلایا۔ وہ کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گئے۔ بسم اللہ کے بعد حضور ﷺ نے صلح نامہ کی عبارت کا یوں افتتاح کیا۔

﴿هَذَا مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ﴾ یہ وہ کلمات ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے مصالحت فرمائی۔ اتنا ہی فقرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھ پائے تھے کہ سہیل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا ”یہ کاغذ ہمارے اور آپ کے درمیان مشترک ہے۔ اس پر کوئی ایسی عبارت نہیں لکھی جاسکتی جس سے فریقین میں سے کسی کو اختلاف ہو۔ ہم آپ کو اگر رسول اللہ ہی تسلیم کر لیتے تو اس مصالحت کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ اس لیے آپ معاہدے کی عبارت سے ”رسول اللہ“ کا لفظ کٹوا دیجئے اور اس کی جگہ ”ابن عبد اللہ“ لکھوائیے۔“

حضور ﷺ نے یہ سوچ کر کہ مصالحت میں کوئی رخنہ نہ واقع ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا دو اور اس کے بجائے ”ابن عبد اللہ“ لکھ دو۔

بارگاہِ رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت شعاری محتاج بیان نہیں ہے۔ مقامِ صہبا میں آپ کا یہ واقعہ ساری دنیا جانتی ہے کہ آپ نے سرکار ﷺ کے خوابِ ناز پر اپنی نماز جیسی متاعِ گرامیہ کو ٹٹا کر رکھ دیا تھا۔ جب کہ حضور ﷺ آپ کے زانوئے اطہر پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ جس کے احساسِ ادب کی نزاکتوں کا یہ عالم ہو کہ کبھی نیند سے محبوب کا اٹھ جانا بھی اسے گوارا نہ ہو اس کے دلِ نیاز مند کی فداکاریوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ لیکن حدیبیہ کے چشم دید گواہوں کی زبانی یہ معلوم کر کے سکتے طاری ہو جاتا ہے کہ انہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب

حضور ﷺ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا دو تو اُن کا جذبہ عقیدت اس حکم کی تاب نہ لاسکا۔ فرطِ الم سے دل کو ایسی ٹھیس لگی کہ جذبات قابو سے باہر ہو گئے۔

ایک ٹوٹ جانے والے گھائل (زخمی) کی طرح چلتے ہوئے انہوں نے جواب دیا ﴿وَاللّٰہُ لَنۡ اَمۡحُکَ اَبَدًا﴾ قسم خدا کی! میں ہرگز آپ ﷺ کے منصب رسالت کو نہیں مٹاؤں گا۔ مقام صلح و انکسار میں حضور ﷺ اسے گوارا کر لیں، لیکن گدایانِ عشق اسے اپنے جذبہ ایمان کی توہین سمجھتے ہیں۔ نقش قدم پر مر مٹنے والے یہ سننے کی بھی تاب نہیں رکھتے کہ محبوب کے اسمِ اعظم کا نقش مٹا دیا جائے۔

سہیل ابن عمرو کے اصرار پر جب حضور ﷺ نے دوبارہ کہا تو غیرت و جلال سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حالتِ اضطراب میں وہ اپنی تیغ ذوالفقار کے قبضے (دستی) پر ہاتھ رکھنا چاہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور خود ہی اپنے ہاتھ سے ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ ”ابن عبد اللہ“ لکھ دیا۔ عقل انسانی اس مقام پر حیران و ششدر رہ گئی کہ وہ نبی جسے کبھی نوشت و خواند کا سابقہ نہ پڑا ہو اس نے کیونکر ایک لفظ کو پڑھ کر مٹایا اور اس کی جگہ دوسرا لفظ لکھ دیا۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کی توضیح یوں فرمائی ہے کہ یہ سب کچھ معجزہ کے طور پر حضور ﷺ سے صادر ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اندازِ جواب منزلِ عشق و عرفان کے مسافروں کے لیے ایک بہترین مشعل ہے۔ اس کی روشنی میں ہمیں اس حقیقت کا سراغ آسانی سے مل جاتا ہے کہ مدنی سرکار ﷺ مقامِ انکسار میں اپنے لیے جو بات پسند فرمائیں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم بھی اپنے سرکار ﷺ کے لیے اسی رخ پر سوچیں۔ یہ ان کا مقام تو واضح ہے کہ اپنے خاک نشینوں سے ملنے کے لیے وہ فرازِ عرش سے نیچے اتر آتے ہیں۔ لیکن ہمارا منصبِ فلاحی ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے یہ تو ہمارے ہی محسوس کرنے کی چیز ہے۔

پس سرکار ﷺ کے تواضع پسند ارشادات کو بنیاد بنا کر جو لوگ حضور ﷺ کی حقیقی عظمتوں کا انکار کر بیٹھتے ہیں یا حضور ﷺ کے ساتھ اپنی ہمسری کا خواب دیکھنے لگتے ہیں انہیں مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس طرزِ عمل میں اسلام و ایمان کا مزاج سمجھنے کے لیے بہت واضح اشارات ہیں۔



ایک انگریزی اخبار کے مطابق امریکی حکومت جائزہ لے رہی ہے کہ پاکستان کے کچھ سیاسی و مذہبی رہنماؤں، صحافیوں اور کئی علمائے کرام پر امریکن ویزے کی پابندی لگائی جائے کیونکہ ان حضرات کا سلمان تاثیر کے قتل پر ردِ عمل امریکا کی خواہش کے مطابق نہ تھا۔ گزشتہ دنوں چھپنے والی اس خبر کو پڑھ کر ایک صحافی دوست نے مجھے ایک موبائل پیغام کے ذریعے مشورہ دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہمیں یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہم نے سلمان تاثیر کے قتل کی حمایت نہیں کی اور نہ ہی اس اقدام کو سراہا۔ میں نے فوری طور پر اپنے صحافی دوست کو جواب لکھا کہ جہاں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔

اس خبر کی سادہ کے حوالے سے سوال اٹھائے جا رہے ہیں اور یہ بھی اشارے مل رہے ہیں کہ یہ خبر شاید اُس اخبار یا حکومت کی خواہش ہے مگر میں ذاتی طور پر ایک لمحہ کے لیے یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں امریکیوں کو وضاحت پیش کروں کہ میں نے سلمان تاثیر کے قتل پر کیا کہا اور جو کہا اس کا کیا مقصد ہے۔ مجھے امریکی ویزے سے کوئی سروکار نہیں اور آج بھی میں اپنے ایک ایک لفظ پر قائم ہوں جو میں نے سلمان تاثیر کے قتل کے بعد کہا اور لکھا۔

میں اس عمل کو اپنے لئے بے عزتی اور بے فیرتی کے مترادف سمجھتا ہوں کہ میں کسی دوسرے ملک اور خاص طور پر امریکی ویزا کے حصول کے لیے اپنی کسی رائے پر وضاحتیں دیتا پھروں۔ خاص طور پر ایک ایسے مسئلہ پر جو محض ایک قتل کا واقعہ نہیں بلکہ ایک دینی اور مذہبی معاملہ بن کر ابھر چکا ہے۔ جس کو امریکا سمیت مغرب اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ پاکستان میں قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ میں مغربی طاقتوں کی مرضی و منشاء کے مطابق ترامیم کی جاسکیں۔ میں امریکی و مغربی ممالک کے ویزوں و ڈاروں اور اُن کی طرف سے دیئے جانے والے ایوارڈز کے بدلے اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتا۔ میری اپنے اللہ سے ہمیشہ یہ دعا رہی ہے کہ وہ مجھے اسلام کی زندگی اور ایمان کی موت نصیب کرے اور یقیناً اسلام کی زندگی وہ نہیں جو ہمیں امریکہ سکھانا چاہتا ہے۔

ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا کرتا ہے نہ کہ ان کے رستے پر جن پر اللہ تعالیٰ

کافض ہوا (یہودی) اور جو سیدھے رستے سے بھٹک گئے (نصاری)۔ ہم مسلمانوں میں بہت سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ مغرب و امریکہ جو کر رہے ہیں وہ ہماری بہتری اور مسلمانوں سے محبت کے لیے ہے مگر میں اپنے رب کی اس بات کو کیسے بھلا سکتا ہوں کہ یہود و نصاریٰ اور کافر مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے اور یہ کہ ان اسلام دشمنوں کی زبان میں جو بقیض اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے والوں کے خلاف ہے وہ اُس سے کہیں کم ہیں جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے۔ ہم مسلمانوں کو تو اس وقت اُن حالات کا سامنا ہے جس کا اشارہ میرے پیارے نبی ﷺ نے چودہ سو سال قبل دے دیا تھا۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میری امت پر ایک وقت آنے والا ہے جب غیر مسلم باقی غیر مسلم اقوام کو اس طرح بلائیں گے جس طرح لوگ ایک دوسرے کو دسترخوان پر کھانے کے لیے بلاتے ہیں اور مسلمانوں کو چُن چُن کر کھائیں گے۔ صحابہ حیران ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم تعداد میں اتنے تھوڑے ہو جائیں گے؟ فرمایا نہیں تم سمندر کی جھاگ کی طرح ہو گے لیکن تمہارے اندر ”حسن“ کی بیماری آجائے گی۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ”حسن“ کیا ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا دنیا سے محبت اور موت کا ڈر۔

آج مسلمانوں کو چُن چُن کر مارا جا رہا ہے اور مارنے والوں کی سربراہی امریکہ کر رہا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عراق اور افغانستان میں امریکہ نے 20 لاکھ سے زیادہ معصوم مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور دوسرے معصوموں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور اب اس قتل و غارت کا شکار پاکستان کے قبائلی علاقہ میں رہنے والے ہمارے مسلمان بھائی اور بچے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان طاغوتی قوتوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے دین کو بیچنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے۔ میں اپنے اللہ کا حشر کے روز کیسے سامنا کر سکتا ہوں اگر میں امریکہ کی خوشنودی کے لیے عراق و افغانستان میں جہاد کرنے والوں کو دہشت گرد کہنا شروع کر دوں۔ میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی شفاعت کا کیسے حق دار ہو سکتا ہوں اگر میں رسول پاک ﷺ کی حرمت کے سوال پر قرآن و حدیث کے ان واضح اصولوں سے نظریں چراہوں جن کے مطابق حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا موت (قتل) ہے۔ میں اپنی دنیا بنانے کے لیے اور امریکی ویزا اور گرین کارڈ کے حصول کی خاطر مسلمان تائید کے قتل کو اسلام دشمن قوتوں کی خواہش پر قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کو تبدیل کرنے کے لیے کیسے استعمال کر سکتا ہوں؟ مسلمان تائید کے قتل کا مسئلہ اس وقت عدالت کے سامنے ہے مگر کون نہیں جانتا کہ پوپ ہو، یورپی یونین یا امریکہ سب اس قتل کو قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے خاتمہ یا اُس میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں لانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔



تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جو نظریہ فکر اور سوچ حقانیت اور سچائی پر مبنی ہو ہمیشہ اس کے خلاف سازشوں اور فتنوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے سچا مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی حقانیت اور صداقت پر کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ دین اسلام کے اس انقلابی اور انسانیت کی فلاح پر مبنی پیغام کے باعث اول روز سے اس کے خلاف فتنوں اور سازشوں کا آغاز کر دیا گیا چونکہ مسلمانوں کے عشق کا مرکز اور محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لیے دشمنان اسلام کے لیے یہ ضروری تھا کہ اگر وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے قلبِ مسلم سے عشقِ رسول ﷺ کو ختم کیا جائے۔ چونکہ یہ فائدہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو یہی وجہ ہے کہ جب اسلام دشمنوں نے اسلام کے مقابل فتنوں کو پروان چڑھانے کا فیصلہ کیا تو اُن کے مکروہ عزائم کا نشانہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہی بنی۔ ان فتنوں کے لیے ازل سے اب تک کئی گستاخانِ مصطفیٰ ﷺ سامنے آئے مگر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے ہر دور میں ان کا مقابلہ کیا۔ کبھی ابو جہل تو کبھی مسیلہ کذاب، کبھی سلمان رشدی تو کبھی ذممارک کے اخبارات، غرض یہ کہ ہر دور میں اسلام کے مقابل آنے والے چہرے تو مختلف تھے مگر ان کے پیچھے ان شدت پسند یہودی، عیسائی اور بت پرستوں کا ہی چہرہ چھپا تھا جو مسلمانوں کے وجود کو گوارہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

ان فتنوں اور فتنہ پروروں میں ایک نام ملعون ”مرزا غلام قادیانی“ کا ہے جس نے آج سے کم و بیش ایک سو سال پہلے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے فتنہ قادیانیت کی بنیاد رکھی۔ مرزا قادیانی نے مسیلہ کذاب کی اولاد ہونے کا ثبوت دیا اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو اذیت دینے کے لیے دشمنانِ محمد مصطفیٰ ﷺ سے مال و متاع ہٹوا۔ آج تک

مسلمانان عالم اس فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کا اصل مقصد جہاں مقام مصطفیٰ ﷺ کو گھٹانا ہے وہاں یہ گروہ کسی طور اسلام اور پاکستان کا بھی حامی نہیں رہا۔ قادیانی ہمیشہ سے اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اسی نظریہ کی تکمیل کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ یہودی طرز پر قادیانی ریاست کی راہ ہموار کی جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مضبوط مراکز تل ابیب (اسرائیل) بھارت، لندن، فرینکفرٹ (جرمنی) اور نیویارک (امریکہ) میں قائم ہیں۔ اپنی علیحدہ ریاست کے قیام تک قادیانی اسی کوشش میں لگے ہیں کہ انہیں پاکستان میں وہی مقام حاصل ہو جائے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔

قادیانی گروہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح رہیں، مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کریں اور اس عبادت گاہ کا نام بھی ”مسجد“ رکھیں، اپنے نام بھی مسلمانوں کے ناموں کی مثل رکھیں تاکہ دنیا کو دھوکہ دیا جاسکے کہ قادیانی غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان ہی ہیں۔

اس کے علاوہ قادیانی گروہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا ہے کہ اسے پاکستان کے حساس اداروں کے اہم ترین عہدے میسر آسکیں۔ اس کا آغاز چوہدری سرفظر اللہ قادیانی، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور ایم احمد قادیانی سے ہوا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھی بلکہ غیر مسلم سفارتکاروں کے پیچھے کھڑا رہا۔ اسی طرح عبدالسلام قادیانی نے بھی کئی موقعوں پر قائد اعظم اور پاکستان کے خلاف بھرپور ہرزہ سرائی کر کے پاکستان دشمنی اور انگریز دوستی کا ثبوت دیا۔

1970ء کی دہائی میں حکومت پاکستان کے اسلامی تبلیغی فنڈز بد قسمتی سے ایم ایم احمد قادیانی کے ذریعے تقسیم ہوتے تھے۔ ہر مرزائی قادیانی براہ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا اور بڑی آسانی سے زر مبادلہ حاصل کر لیا کرتا تھا۔ آج بھی اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کیے جاسکتے ہیں یعنی جو فنڈز اسلام کی تبلیغ پر خرچ ہونا تھے وہ قادیانیت کی ترویج و اشاعت کے لیے استعمال ہوتے رہے جس کا ذمہ دار ایم ایم احمد قادیانی تھا۔

یہاں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک کو دو لخت کرنے کے بھی اصل ذمہ دار قادیانی ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان ایم ایم احمد قادیانی سے سخت نفرت کیا کرتے تھے۔ ایم ایم احمد قادیانی بجٹ میں مالیاتی تقسیم سے لے کر داخلی معاملات تک ہمیشہ وہاں کی عوام کے ساتھ نا انصافی اور زیادتی کرتا رہا جس سے ہمیں اس عظیم سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔

اہم عہدوں پر متعین ہونے کے بعد قادیانی ”امریکی یہودی مشن“ کی تکمیل کے لیے ہراؤل دستے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکی وزارت خارجہ نے کچھ عرصہ پہلے تک اپنی Official Web Site پر جن تین پاکستانی قوانین کو تبدیل کرنے کے لیے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا تھا اس میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بجائے انہیں مسلمان ہی تسلیم کیا جائے۔ ذرا غور کیجئے کہ برطانیہ جیسے مہنگے ترین ملک میں جہاں ایک ٹی وی چینل کو دیکھنے کے لیے ماہانہ 15 پاؤنڈ (Rs:2200) ادا کرنے پڑتے ہیں وہاں قادیانیوں کا ٹی وی چینل MTA (نام نہاد مسلم ٹی وی احمدیہ) بالکل مفت دیکھا جاسکتا ہے۔ حکومت برطانیہ اسے مفت صرف اس لیے پیش کر رہی ہے کیونکہ قادیانی مسلمانوں کے دشمن اور غیر مسلموں کے دوست ہیں۔

قادیانی ٹولہ ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں اور اُمت مسلمہ کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف عمل رہتا ہے۔ اس کے لیے فرقہ واریت، لسانیت اور عصبیت کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے اور اس بات کے واضح ثبوت موجود ہیں کہ ان تمام فسادات کے پیچھے قادیانیوں کا ہی ہاتھ ہے۔

اب آئیے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟ ہم مسلمان، مرزا غلام قادیانی اور اس فتنے کے خلاف کیوں علم جہاد بلند کیے ہوئے ہیں؟ قرآن پاک کی درج ذیل آیت مبارکہ میں واضح طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ: ”اے لوگو! حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں! وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (یعنی سب سے آخری نبی) ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔“ (پارہ: 22، سورہ احزاب، آیت: 40)

اللہ تعالیٰ کے واضح ارشاد کے بعد درج ذیل احادیث کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔“ (صحیح مسلم ج: 1/1 جامع ترمذی ج: 1، ص: 188)

ایک اور جگہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی۔ تحقیق میرے بعد کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔“ (جامع ترمذی ج: 2، ص: 51)

اس کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر میرے

بعد کوئی نمی ہوتا تو وہ عربین خطاب ہوتے۔“ (جامع ترمذی ج: 2، ص: 209)

یہاں مختصر قرآن و حدیث کی روش سے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت ہوگئی۔ ایسی کئی سو مزید آیات اور احادیث اس نکتے کی دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی روایات بھی موجود ہیں جو مستقبل میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ممکنہ فتنوں اور فتنہ پرستوں کی نشاندہی بھی کرتی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال نکل آئیں گے جو تم (30) کے قریب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔“ (صحیح بخاری ج: 2، ص: 1054)

یاد رہے کہ مسلمانوں نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو امیر المؤمنین خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور اس ملعون کو موت کے گھاٹ اتار کر جہنم کا سانس لیا۔ بے شک مسلمانوں نے کذاب کے خلاف اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ یہ نگاہ صدیقیت تھی کہ آپ نے اتنے بڑے نقصان کے باوجود اس فتنے کو ختم کرنا ضروری سمجھا کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس جھوٹی نبوت کے فتنے کو دفن نہ کیا گیا تو اسے محمد یہ سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی اور ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور ہر امت اس جھوٹے نبی کی شریعت کو اپنائے گی۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مسلمانوں نے کذاب آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ وہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ آج بھی مرزا قادیانی کے پیرو کار عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضور پر نور ﷺ کی ذات سے متعلق بظاہر ایسے ہی مثبت رد عمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا روایتوں اور قرآنی آیات کی روشنی میں تمام مکاتب فکر کے مستند علماء کرام نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا اور خود کے لیے نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو قادیانی کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ یہاں تک کہ بعض جید علماء کے نزدیک قادیانیوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والا اور ان کے لیے دعا مغفرت کرنے والا بھی اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھے۔ اسی بنیاد پر حرمین شریفین میں مرزائیوں اور قادیانیوں پر مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے اور وہ قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے تو اسے فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

مرزا غلام قادیانی نے اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانان عالم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی۔ ذیل میں اپنے بارے میں اس کے ذاتی خیالات کی مختصر جھلک پیش کی جا رہی ہے جس سے اس ملعون کی ذہنی گندگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مرزا غلام قادیانی کہتا ہے:

① میرا مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہے۔ (معیار الاخبار)

② قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

③ میرا (مرزا قادیانی) کا نام اللہ نے امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام)

④ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہی اس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (ضمیر انجام آتھم)

⑤ مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی معراج جسمانی کا بھی انکار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں بھی دیں۔ ان تمام روایتوں کے باوجود بھی اگر کوئی ذی شعور مسلمان جو خود کے لیے اسے محمدی اور عاشق رسول ﷺ ہونے کا دعویدار ہے اور وہ اس فتنے کے خلاف خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے اس کے لیے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ کا وہ خواب ہی کافی ہے جس کے متعلق آپ نے ملفوظات مہر یہ (ص: 65) میں لکھا ہے کہ ”میں نے خواب میں دیکھا کہ ختمی مآب ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔“ اس خواب کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ نے مرزا قادیانی کے خلاف حکم جہاد بلند کیا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی علمی و روحانی قوت سے اس ملعون کو ذلیل و سوا کر دیا۔

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کر کے انہیں آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوا دیا بلکہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور کینیڈا سمیت دنیا بھر میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے قادیانیوں کا راستہ روک دیا۔ اگر یہاں خان عہد الولی خان الہی بخش سومرو چوہدری ظہور الہی جناب شیر باز خان مزاری اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ یقیناً نا انصافی ہوگی۔

محترم قارئین آج کے حالات کے تناظر میں ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ پاکستان میں وہ کون سی قوتیں ہیں

جو قادیانیوں کو ان کی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے راستہ فراہم کر رہی ہیں؟ وہ کون سے صوبے کا گورنر ہے جو معطل قادیانی تبلیغی طلبہ کو دوبارہ یونیورسٹی میں بحال کرنے کے احکامات جاری کر رہا ہے؟ وہ کون سی سیاسی جماعت ہے جس کا قائد لندن میں انتقال کرنے والے قادیانی پیشوا کی نہ صرف نماز جنازہ میں شرکت کرتا ہے بلکہ اس کی مغفرت کی دعا بھی کرتا ہے؟ وہ کون سی قوت ہے جو کراچی سمیت ملک بھر بشمول آزاد کشمیر میں نہ صرف اہم عہدوں پر قادیانیوں کو متعین کر رہی ہے بلکہ الٹا قادیانی آبادیاں بسائی جا رہی ہیں؟

آج کا مسلمان اور عشق رسول ﷺ کا دعویدار کیا کر رہا ہے؟ ہمیں دیگر سیاسی مسلکی معاشرتی اور معاشی معاملات پر میڈیا کوریج اور مارکیٹنگ نقطہ نظر سے ذرائع آمدنی و مالی فوائد کے حامل ایڈیٹرز پر تو بہت کچھ کرنا اور کہنا آتا ہے مگر تحفظ ختم نبوت ایسے اہم حساس اور ایمانی معاملے پر ہمارے لب خاموش کیوں ہیں؟ کہیں سے کوئی آواز نہیں آرہی حالانکہ پاکستان میں قادیانی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ انہیں سرکاری کوارٹرز میں بسایا جا رہا ہے۔ پولیس وزارت داخلہ اور اہم ایجنسیوں میں انہیں تعینات کیا جا رہا ہے۔

اس مضمون کے ذریعے حکومت وقت سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ قادیانی ٹی وی چینل (MTA) کی نشریات روکنے کے لیے ان کا سیٹلائٹ سسٹم جام کر دیا جائے۔ قادیانی ویب سائٹس کو بھی جام کیا جائے۔ ان کی عبادت گاہ کا نام ”مسجد“ رکھنے پر پابندی عائد کی جائے۔ پانچویں جماعت سے گریجویشن تک کی نصابی کتب میں عقیدہ ختم نبوت کا لازمی مضمون شامل کیا جائے۔ اس میں یہ واضح کیا جائے کہ منصب رسالت ﷺ اور بالخصوص پاکستان کو کسی نظریہ سے خطرہ ہے تو وہ ”قادیانائزیشن“ ہے۔ اس لیے پوری امت مسلمہ ”قادیانائزیشن“ کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

بے شک ہم امت محمدی ﷺ سب سے افضل امت ہیں اور ہم پر حضور پر نور ﷺ کو بڑا ناز تھا۔ پھر آئیے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنی جان و مال کو قربان کرنے کا عہد کریں اور عقیدہ ختم نبوت کا بھرپور تحفظ کریں۔



انگریزوں نے جب برصغیر پاک و ہند میں اپنے قدم جما لیے اور سارے ملک پر قابض ہو جانے کے انہیں امکانات بھی نظر آنے لگے تو انہوں نے اپنے بعض پادریوں کو اس امر کا جائزہ لینے کی دعوت دی کہ مسلمانان ہند کے اندر داخلی طور پر مستقل اور پائیدار انتشار و افتراق کس طریقے سے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

پادری حضرات نے جائزہ لے کر جو رپورٹ پیش کی وہ علامہ خالد محمود سیالکوٹی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو: ”یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعویٰ کے لیے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ وہ مرحلہ اور تھا، اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔ لیکن اب جبکہ ہم برصغیر کے چپے چپے پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔“

اس رپورٹ کے بعد یا اس سے بھی پہلے انگریزوں نے یہ منصوبہ ضرور بنایا ہوگا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صراط المستقیم نامی کتاب سید احمد صاحب بریلوی (المتوفی 1246ھ/1831ء) کے دعویٰ نبوت کی تمہید ہی تھی۔ اس میں وحی باطنی، عصمت باری تعالیٰ شانہ تک صعود اور اس سے ہمگامی تک کے دعویٰ بھرے پڑے ہیں لیکن دست قضا نے انہیں منزل مقصود پر پہنچنے کی مہلت نہ دی۔

اس کے بعد تھذیر الناس نامی کتاب بھی کچھ ایسے ہی منصوبے کی تکمیل کا ساتھ دیتی ہوئی نظر آ رہی ہے لیکن اس کے مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی 1297ھ/1879ء) بھی اس بنیاد پر عمارت تعمیر کرنے یا تعمیر کروانے

سے پہلے ہی راسی ملک عدم ہو گئے اور مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی 1908ء) ہی ایسے نکلے جو برٹش گورنمنٹ کے اس ناپاک منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔

مرزا قادیانی کے مذہبی خیالات اور عقائد کے بارے میں شیخ محمد اکرام صاحب کا خیال ہے کہ ”مولوی چراغ علی صاحب سے مرزا صاحب کی خط و کتابت تھی اور جہاد کے متعلق وہ مولوی صاحب کے ہم خیال تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے متعلق انھوں نے بیشتر سرسید کے خیالات کی پیروی کی لیکن باوجود یہ کہ ان کی تعلیمات میں کئی باتیں تو معتزلہ خیالات سے قریب تھیں۔ وہ اکثر اصولی باتوں میں قدامت پسند تھے اور عام مسلمانوں سے ان کے معتقدین بالخصوص قادیانی گروہ کا اختلاف بیشتر مرزا صاحب کے اپنے دعاوی کے متعلق ہے۔ انہوں نے مسیح موعودؑ مہدی منتظر اور کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا اور یہاں سے دعویٰ ہے کہ ان کو عام مسلمان غلط سمجھتے ہیں۔ نبوت کا دعویٰ کر کے اور ایک نیا فرقہ کھڑا کر کے انہوں نے مسلمانوں میں جو اختلاف پیدا کیا اسے بھی اکثر مسلمان ناپسند کرتے ہیں۔“

مرزا غلام احمد قادیانی جہاں سرسید احمد خاں اور ان کے دست راست مولوی چراغ علی صاحب کا قبیح یا ہم خیال تھا وہاں اسے مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی 1323ھ/1905ء) سے بھی بڑی عقیدت تھی۔ چنانچہ دیوبندی عالم مولوی عبدالرشید ارشد نے اس سلسلے میں یوں وضاحت کی ہے کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانے میں برائین لکھ رہے تھے اور ان کا اخبارات میں چرچا ہو رہا تھا اس وقت ان کو حضرت امام ربانی (یعنی گنگوہی صاحب) سے عقیدت تھی۔ اس طرف جانے والوں کو پوچھا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں؟ گنگوہی کتنے فاصلے پر ہے؟ راستہ کیسا ہے؟ وغیرہ۔ اسی زمانہ میں حضرت (گنگوہی) نے ایک دفعہ یوں فرمایا تھا کہ کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے۔“

بہر حال یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں جنہیں ہمارے جیسے نا اہل افراد سمجھ ہی نہیں سکتے کہ مرزا صاحب کو مولوی رشید احمد گنگوہی سے عقیدت کیوں ہوئی؟ گنگوہی نے مرزا کو مرد صالح کیوں قرار دیا تھا؟ اس کے کاموں کو کس بنا پر سراہا جا رہا تھا؟ نہیں معلوم کہ موصوف کو مرزا صاحب کے بے پیر رہنے اور پیر کی ضرورت ہونے کا کس طرح علم ہوا یا خود ان کے پیر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے خواہشمند تھے؟ ہم یہ عقدہ بھی حل کرنے سے عاجز ہیں کہ ادھر تو گنگوہی صاحب اپنی روحانیت سے قادیان کے ایک فرد کی گمراہی کا احتمال بھی دیکھ لیا کرتے تھے لیکن دوسری طرف انہیں وہ لوگ بھی نظر نہیں آتے تھے جو گنگوہی انیسٹھ سہارن پور اور دیوبند میں بیٹھ کر باری تعالیٰ شانہ کو جھوٹا بتاتے رہتے تھے۔ اس راز کو دیوبندی حضرات تو یقیناً سمجھتے ہوں گے۔

پروفیسر ابو زہرہ مصری نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف یوں کروایا ہے: ”انگریز جو مغربی تہذیب و ثقافت کو دیوبند میں لائے تھے مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں سے بڑا لگا کر رکھتے انہیں تقریباً بارگاہ سے مشرف کرتے اور بڑے بڑے عہدوں سے نوازتے تھے۔ اس قسم کے مسلمان حاکم دیوبند میں مسلمانوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ یہی وجوہات تھیں جن کی بنا پر سرزمین ہند گمراہ فرقوں کی قرار گاہ بن گئی۔ غالباً قلت تعداد کے علی الرغم ان فرقوں میں زیادہ نمایاں قوی تر اور ترقی یافتہ قادیانی گروہ تھا۔ قادیانی فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اس کا بانی دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس کی وفات 26 مئی 1908ء میں ہوئی۔ اس کی نسبت قادیان کی طرف ہے جو ایک قصبہ ہے اور لاہور سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مرزا غلام احمد وہاں مدفون ہے۔ اس کی قبر پر مرزا غلام احمد موعود کے الفاظ مرقوم ہیں۔ موعود سے مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب وہی مہدی ہیں جن کا انتظار کیا جاتا تھا کہ وہ آکر شریعت کی احیاء و تجدید کریں گے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کے بارے میں مذکورہ مصری فاضل کی رائے قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”حق بات یہ ہے کہ آپ کا قریبی تعلق ائمہ شیعہ سے ہے۔ شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم و ملہم ہیں اور ان کے ہاتھوں معجزات کا صدور ہوتا ہے۔ تاہم وہ یہ نہیں کہتے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے یا وہ خدا سے شرف ہم کلامی حاصل کرتے ہیں۔ بہر حال مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔“

قارئین کرام! جن حضرات کے ذریعے برٹش گورنمنٹ نے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچایا تھا ان میں سے بعض حضرات کا گزشتہ سطور میں مختصر سا تذکرہ کر دیا ہے۔ یہی تھے وہ حضرات جنہیں ہندو اسرار طریقے پر پروپیگنڈا مشینری کے بل بوتے پر پورے برطانوی دور میں مسلمانوں کے رہنما منوایا جاتا رہا اور آج تک انگریزوں کی اسی سنت پر کمال سعادت مندی سمجھ کر عمل کیا جا رہا ہے۔ حقیقت تو ہر چشم بینا کے سامنے واضح ہے لیکن حالات کی ستم ظریفی نے ایسی گنگا بہائی ہوئی ہے۔

بہر حال یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں جنہیں ہمارے جیسے نا اہل افراد سمجھ ہی نہیں سکتے کہ مرزا صاحب کو مولوی رشید احمد گنگوہی سے عقیدت کیوں ہوئی؟ گنگوہی نے مرزا کو مرد صالح کیوں قرار دیا تھا؟ اس کے کاموں کو کس بنا پر سراہا جا رہا تھا؟ نہیں معلوم کہ موصوف کو مرزا صاحب کے بے پیر رہنے اور پیر کی ضرورت ہونے کا کس طرح علم ہوا یا خود ان کے پیر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے خواہشمند تھے؟ ہم یہ عقدہ بھی حل کرنے سے عاجز ہیں کہ ادھر تو گنگوہی صاحب اپنی روحانیت سے قادیان کے ایک فرد کی گمراہی کا احتمال بھی دیکھ لیا کرتے تھے لیکن دوسری طرف انہیں وہ لوگ بھی نظر نہیں آتے تھے جو گنگوہی انیسٹھ سہارن پور اور دیوبند میں بیٹھ کر باری تعالیٰ شانہ کو جھوٹا بتاتے رہتے تھے۔ اس راز کو دیوبندی حضرات تو یقیناً سمجھتے ہوں گے۔

حوالہ جات

۱. بیس بڑے مسلمان ص: ۶۰

۲. بیس بڑے مسلمان ص: ۶۰

۳. اسلامی مذاہب ص: ۳۰۵

۴. بیس بڑے مسلمان ص: ۲۲۳

۵. ایضاً ص: ۳۱۵



میرے نبی سے میرا رشتہ
کل بھی تھا اور آج بھی ہے

صبح
سیدنا
رحمٰنی

لب پہ نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں

اپنا سب کچھ گنبد خضراء کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا

دونوں جہاں میں اُن کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
بتلا دو گستاخ نبی کو غیرتِ مسلم زندہ ہے

اُن پہ سرمٹے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جس کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی

موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بیتاب ہیں پھر

ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
سب ہو آئے ان کے در سے جانہ سکاٹو ایک صبح

یہ کہ ایک تصور تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے



جناب نگر کے قادیانیوں کی
اپنی جماعت کے خلاف بغاوت

جناب نگر سابق ربوہ پر قادیانی جماعت کے ناجائز اور ظالمانہ تسلط کے خلاف اُن کے اپنے ہم مذہب شہری بھی چلا اٹھے ہیں اور اپنی ہی جماعت کے خلاف ایک باغی گروپ بنا لیا ہے۔ مرزائی عدلیہ اور مرزائی انتظامیہ کو چیلنج کرنے کے بعد ملکی اداروں سے نوٹس لینے اور اس شہر کے 70 ہزار شہریوں کو آزادی دلانے کا مطالبہ کرتے ہوئے انکم ٹیکس اور ریونیو کے افسران کو خط لکھے گئے ہیں مگر متعلقہ محکموں کی چھاپہ مارشیمیں قادیانیوں کے فریب کا شکار ہو کر لوٹ گئیں۔ اُن سے کسی درخواست دہندہ یا آزاد شہری سے ملاقات تک نہیں ہونے دی گئی۔

جناب نگر جہاں قادیانی جماعت نے ریاست کے اندر ریاست قائم کر رکھی ہے وہاں کے مرزائی باشندے بھی ظالمانہ اقدامات کی تاب نہ لاتے ہوئے چلا اٹھے ہیں۔ محلہ نصرت آباد کے چوہدری احمد یوسف شوکت قادیانی کی زیر قیادت باغی گروپ بن گیا ہے۔ مرزائی نام نہاد عدالتی نظام اور دیگر غنڈہ اقدامات کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے ریاستی اداروں کو خط لکھنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

مرزائی جماعت کے اندر چوہدری احمد یوسف قادیانی ایک عرصہ سے قادیانی جماعت کے ظالمانہ اقدامات کے خلاف بول رہے ہیں، جس پر اُن کے خلاف کئی اقدامات بھی سامنے آئے مگر چونکہ ان کا ایک بیٹا ہائی کورٹ کا وکیل ہے اور وہ اثر و رسوخ کے حامل ہیں اس لیے ان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی نہیں کی گئی۔ مگر قادیانی جماعت نے چوہدری احمد یوسف سے تعاون یا ساتھ دینے والوں کے خلاف کڑی سزا پر مشتمل کارروائی کا انتخاب جاری کر دیا ہے۔ اس کے سبب جناب نگر شہر کی بھاری اکثریت احمد یوسف قادیانی کی حامی ہونے کے باوجود خاموش رہنے پر مجبور ہے۔ اس کے باوجود 70 سے 90 افراد کل کران کا ساتھ دے رہے ہیں جن میں بعض سابق بیورو کریٹ قادیانی بھی شامل ہیں۔

جناب نگر کے اس باغی گروپ نے کہا کہ وہ قادیانی جماعت کی چیرہ دستیوں کے خلاف ہر فورم پر آواز اٹھائیں گے اور اب اُن کے کسی ظلم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ریاستی ادارے اگر تحقیقات کریں تو یہ باغی گروپ انہیں

ریاست کے اندر ریاست بنانے اور 70 ہزار شہریوں کو یہ حال بنا کر ان کے حقوق غصب کرنے کے ثبوت پیش کرنے کو بھی تیار ہے۔

باغی گروپ کے حوالے سے چناب نگر کی قادیانی انتظامیہ شدید خوف کا شکار ہے۔ انہیں خطرہ ہے کہ راز بے نقاب نہ ہو جائیں۔ باغی گروپ نے ایک خط کے ذریعے محکمہ ریونیو کو بتایا ہے کہ مرزائی جماعت کروڑوں روپے کا سرکاری خزانے کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس کی روک تھام کی جانی چاہیے جس پر محکمہ انکم ٹیکس اور ریونیو کی ٹیمیں چناب نگر آئیں مگر مرزائی جماعت نے انہیں اصل شکایت کنندگان اور شہر کے دیگر لوگوں سے ملاقات کی اجازت نہیں دی اور ”آؤ بھگت“ کر کے رخصت کر دیا۔

معلوم ہوا ہے کہ باغی گروپ نے الزام عائد کیا تھا کہ مرزائی انتظامیہ شہر میں دیوبند کی عمارتیں تعمیر کر رہی ہے مگر ان کے نقشے پاس نہیں کرائے جاتے جس سے ٹی ایم او (T.M.O) کو لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ زمینیں آگے انتقال نہیں کی جا رہیں جس کے سبب محکمہ ریونیو کروڑوں روپے کے ریونیو سے محروم ہو رہا ہے اور یہ کہ پہاڑوں کے ختم ہو جانے سے خالی ہونے والی زمین بھی قبضہ میں لینے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ دنیا بھر سے آنے والے چندہ کو ٹرسٹ کے نام پر اکاؤنٹس میں جمع کرا کر کروڑوں روپے کے انکم ٹیکس سے بچایا جا رہا ہے۔ اس شکایت پر محکمہ انکم ٹیکس اور ریونیو کی ایک ٹیم نے یہاں کا دورہ کیا، ریکارڈ چیک کیا اور چلی گئی۔ اصل درخواست دہندگان کو اس کے بعد پتہ چلا کہ کوئی انکوائری بھی ہوئی تھی۔

باغی گروپ کو بہت بڑی تعداد میں حمایت حاصل ہونے کے باوجود سامنے کیوں نہیں آتے؟ اس سوال کے جواب میں باغی گروپ نے انکشاف کیا ہے کہ چناب نگر کا کوئی شہری اپنے گھر، دکان کا مالک نہیں ہے۔ ہر گھر کی رجسٹری و انتقال جماعتی فیصلہ کے مطابق ”صدر انجمن احمدیہ“ کے نام ہوتی ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے زمین خریدنے اور مکان بنانے کے باوجود لوگ حقوق ملکیت کو ترستے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جماعت کی معمولی سی خلاف ورزی پر لوگوں کو سزا سنا تے ہوئے ان کے گھر اور کاروبار چھین لیے جاتے ہیں۔

اس کی تازہ ترین مثال جنوری میں شہر سے بے دخل کیے گئے 3 سکے بھائی اکمل انھوال، کاشف انھوال اور اظہر انھوال ہیں۔ ان میں سے ایک کاسرخی کے گوشت اور باقی دو کاسبزی منڈی میں آڑھت کا کاروبار تھا مگر قادیانی جماعت کے نائب صدر نے معمولی سے کاروباری رقابت پر انہیں شہر بدر کر دیا۔ اسی طرح کوئی بھی شہری جو قادیانی جماعت کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرے سب سے پہلے جماعت اس کے گھر پر ڈاکہ ڈال دیتی ہے پھر اس کے

کاروبار پر قبضہ کر کے نکال دیا جاتا ہے۔ اس خوف کے تحت لوگ باغیوں کے ساتھ کھل کر آنے سے گریزاں ہیں۔ باغی گروپ کا ایک اہم رکن جو ماضی میں بھی مرزائی جماعت کے ٹیٹ ورک کا اہم رکن رہا ہے اس نے بتایا کہ مرزائی جماعت کا تسلط اس حد تک ہے کہ جماعت کی مخالفت کرنے والے کا مکمل بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور اس کی بیوی تک کو اس کے بائیکاٹ پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔

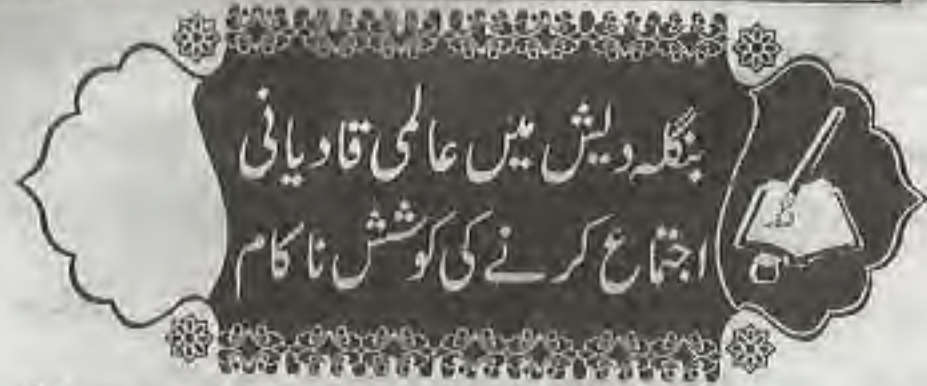
باغی گروپ کے مطابق اگر اس شہر میں مرزائی جماعت کے بجائے لوگوں کو مالکانہ حقوق دلوا دیئے جائیں اور شہر کی زمین کے حوالے سے حکومت کوئی واضح فیصلہ کرے تو عام سادہ لوح لوگوں کو مرزائی جماعت کے چنگل سے نکالا جاسکتا ہے۔

مرزائی جماعت سے دستیاب اطلاعات میں باغی گروپ نے الزام عائد کیا ہے کہ مرزائی جماعت ہر مرزائی مرد، عورت اور بچوں یہاں تک کہ مردوں پر بھی ٹیکس عائد کر کے ٹیکس وصول کرتی ہے اور غربت کے خاتمہ کے نام پر وصول کردہ یہ رقم آج تک چناب نگر میں کسی بھی غریب پر خرچ نہیں کی گئی اور نوبت یہ ہے کہ چناب نگر میں جماعتی چندوں سے بھگ آ کر بعض لوگ خودخوشی کر چکے ہیں۔

مرزائی جماعت کی ذیلی تنظیمیں، خزانہ صدر انجمن احمدیہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر کے فنڈز میں بے پناہ گھپلے کیے گئے ہیں۔ خزانہ صدر سے مرزائی شاہی خاندان نے اربوں روپے کے قرضے حاصل کر کے ڈکار لیے ہیں ان کا کوئی حساب ہے نہ کوئی مرزائی سوال اٹھا سکتا ہے۔

باغی گروپ نے کہا ہے کہ ”ہیومنٹی ٹرسٹ“ کے نام سے مرزائی این جی او اور دیگر اداروں کا فنڈ یا تو اپنے خاندانوں اور دیگر عہدیداروں کے ذاتی کاروبار میں جا رہا ہے یا اس سے غریب مسلمانوں کو خریدنے کا کام سندھ اور بلوچستان میں جاری ہے۔ جہاں انتہائی پسے ہوئے طبقہ کے لوگوں کی مجبوریوں کی قیمت لگا کر انہیں مرزائیت میں شامل کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے نوٹس نہ لیا تو بلوچستان میں ایک اور تازہ کھڑا ہو جائے گا۔

اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائی گروپ بھاری مقدار میں بلوچستان میں پیسہ خرچ کر رہا ہے جس کی تفصیلات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ چناب نگر کے قادیانی گڑھ میں رہنے والے ہر شخص کو 11 مختلف مدت میں قادیانی چندہ دینا پڑتا ہے جو مرزائیت کی تبلیغ اور شاہی خاندان کے اللوں تللوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اس کا آڈٹ کیا جائے اور باقاعدہ حساب لیا جائے۔ باغی گروپ نے اس سلسلے میں محکمہ ریونیو کو بھی خط لکھا تھا مگر اس کی ٹیم مرزائی فریب کا شکار ہو گئی۔ اب باغی گروپ اس سلسلے میں چیف جسٹس آف پاکستان کو خط لکھ چکا ہے۔



بنگلہ دیشی ذریعہ ابلاغ اور قادیانی تنظیم کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات میں تصدیق کی گئی ہے قادیانی جماعت کی جانب سے بنگلہ دیش میں عالمی اجتماع منعقد کرنے کی کوششوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بنگلہ دیشی مسلمانوں کی جانب سے کئے جانے والے پُر زور احتجاج کے بعد ”احمدیہ جماعت“ جسے عرف عام میں قادیانی جماعت سے موسوم کیا جاتا ہے اپنا عالمی اجتماع منسوخ کرنا پڑا ہے۔

اس کے حوالے سے قادیانی جماعت کے ترجمان جریدے کا کہنا ہے کہ اجتماع کی منسوخی عارضی طور پر کی گئی ہے جس میں دنیا بھر سے کم از کم آٹھ ہزار قادیانیوں کی شرکت متوقع تھی۔ وہ اس حوالے سے دوبارہ کوشش کریں گے۔

بنگلہ دیش میں موجود اسلامی جماعتوں کے اراکین نے اس ضمن میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کو یہ اجتماع منسوخ کروانے کے لئے پہلے زبانی اور بعد میں ”دستی احتجاج“ کرنا پڑا۔ جب قادیانی جماعت والے اس اجتماع کی منسوخی پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کو زبردستی بھی کرنی پڑی کیوں کہ پولیس اور سیکورٹی فورسز کے جوانوں کی جانب سے کہا گیا تھا کہ اگرچہ وہ مسلمان اور نبی کریم ﷺ کے شیعہ ہونے کے ناتے قادیانیوں کے اس اجتماع کی منسوخی کے حق میں ہیں لیکن اوپر سے آنے والے احکامات کے بعد وہ قادیانی جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں کو ”بوزور“ منتشر نہیں کر سکتے۔

اب تک کی اطلاعات کے مطابق بنگلہ دیشی اخبارات ڈیلی اشار اور اتفاق کی جانب سے کہا گیا ہے کہ بنگلہ دیش میں قادیانی تنظیم کی جانب سے مسلسل 87 واں عالمی اجتماع منعقد کروانے کا اعلان کیا گیا تھا جو ڈسٹرکٹ غازی پور میں اسی ہفتے منعقد کیا جانا تھا لیکن مقامی مسلمانوں کی جانب سے کئے جانے والے سخت ترین احتجاج اور بعد ازاں پولیس اور سیکورٹی فورسز کے ساتھ ہونے والی مسلسل جھڑپوں کے بعد انتظامیہ نے اس اجتماع کی جگہ پر سیکورٹی فورسز کی ایک بڑی تعداد تعینات کر کے یہاں کرنیو کا نفاذ کر دیا ہے۔ لیکن مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ ختم

باغی گروپ کے سربراہ چوہدری احمد یوسف نے مرزائی جماعت کی نام نہاد عدلیہ کو بھی ایک خط لکھا ہے جس میں ان کے تمام کرتوتوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ان کے دارالقضاء سے انصاف کی توقع نہیں رکھتے اور اسے تسلیم نہیں کرتے۔ خط میں کہا گیا ہے کہ ”میں جانتا ہوں کہ جو شخص آپ کے ظلم کے خلاف آواز اٹھائے وہ آپ کی بے پناہ طاقت اور دولت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ کون کون مجھے چھوڑ جائے گا“ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میرے ساتھ کیا ہوگا میں اس سے بھی بے پرواہ ہو کر پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ سے انصاف طلب کروں گا۔

باغی گروپ نے کہا کہ انہیں مرزائی جماعت سے ہر طرح کا خطرہ ہے۔ وہ ہمارے کاروبار تباہ کر سکتے ہیں اور جان بھی لے سکتے ہیں۔ پاکستان کی عوام، ادارے اور خصوصاً اعلیٰ عدلیہ کو چاہئے کہ وہ چناب نگر کے شہریوں کو آزادی دلانے۔

بشکریہ: روزنامہ امت کراچی



جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآن نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے پردہ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستین
عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحدرا آمین پیغمبر سے سو بار الحذر
حلفِ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں
چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئین تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محروم یقین
ہے یہی بہتر الہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

نبوت کے حامی مسلمانوں کی جانب سے اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے اگر قادیانیوں کو یہاں جمع ہونے کی اجازت دی گئی تو یقیناً حالات کی تمام تر ذمہ داری بنگلہ دیش کی حکومت پر ہوگی۔ کیوں کہ مسلمانان بنگال ہر حالت میں اپنے نبی ﷺ کی شان و احترام کا دفاع کریں گے اور نبی کی حرمت کے خلاف قادیانیوں کی کسی بھی کوشش کو بزور بازو ناکام بنادیا جائے گا۔

یہاں یہ امر یاد رہے کہ قادیانی جماعت جس نے اس وقت تبلیغ کے لئے ”احمدیہ جماعت“ کا نام استعمال کرنا شروع کیا ہے کے موجودہ بنگلہ دیشی وزیراعظم شیخ حسینہ واجد اور ان کی جماعت عوامی لیگ کے ساتھ انتہائی اچھے اور بے مثال تعلقات ہیں۔ لندن میں موجود قادیانی جماعت کے رہنماؤں نے براہ راست بھارتی اور بنگلہ دیشی حکومت کو اپروچ کیا ہے کہ وہ بنگلہ دیشی علماء کی جانب سے قادیانی کیونٹی کے خلاف کئے جانے والے اقدامات پر نا صرف ایکشن لیں بلکہ ان کا عالمی اجتماع بھی یہاں غازی پور میں لازمی منعقد کروائیں۔

یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بنگلہ دیش میں جب سے موجودہ حکمران جماعت ”عوامی لیگ“ برسر اقتدار آئی ہے یہاں بنگالی ہندوؤں اور بالخصوص قادیانیوں کی سرگرمیاں بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ اب تک ہونے والے تمام قادیانی اجتماعات چار دیواری کے اندر اور ان کے اپنے کیونٹی سینٹر یا بنگلہ دیشی قادیانی جماعت کے ہیڈ کوارٹر بخشی پور میں چار دیواری کے اندر منعقد ہوتے تھے لیکن پہلی بار شیخ حسینہ واجد کی بھارت نواز حکومت کی جانب سے قادیانی جماعت کے بنگلہ دیشی امیر کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ بہادر پور ضلع اسکاؤٹ فرینٹنگ کمپ، غازی پور میں اپنا 87 واں اجتماع ترک و احتشام سے کھلے بندوں منعقد کریں لیکن غازی پور کے مسلمانوں نے حکومت کی جانب سے دی جانے والے اس اجازت نامے کی وجہاں بکھیرنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔

غازی پور میں اسلام پسندوں کا کہنا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو آخری پیغمبر مانتے ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس عقیدہ کو وہ نا صرف مانتے ہیں بلکہ اس عقیدہ کے خلاف کام کرنے والوں کا محاسبہ کر رہے ہیں۔ دوسری جانب مقامی انتظامیہ کا قادیانی جماعت کی جانب سے غازی پور میں منعقد کئے جانے والے اجتماع کے حوالے سے کہنا تھا کہ وہ تمام صورت حال پر کنٹرول کرنے کی نیت سے نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور کسی کو بھی غازی پور کا امن خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

ہزاروں مسلمانوں نے قادیانی نواز عوامی لیگ حکومت کے خلاف بھی مظاہرہ کیا اور حکومت کو وارننگ دی کہ قادیانیوں کی سرپرستی نہ کرے ورنہ اس حکومت کے خلاف تمام مسلمان احتجاجی تحریک چلائیں گے۔ مسلمانوں کا

استدلال ہے کہ یہاں بنگلہ دیش میں قادیانی کیونٹی کے نام پر قادیانیت کا پرچار کرنے والے اداروں کی جانب سے لندن میں بیٹھ کر بنگلہ دیش کے بھولے بھالے مسلمانوں کو مرزا غلام قادیانی کا مرید بنایا جا رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی نے آخری نبی اور پیغمبر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، قادیانی جماعت اس کو مصلح اور عالم دین کے طور پر پیش کر کے عام مسلمانوں کو قادیانی بنا رہی ہے۔

اس ضمن میں مقامی مسلمانوں اور علمائے کرام کا کہنا ہے کہ قادیانی جماعت بھولے اور غریب بنگالی مسلمانوں کو ہدف بنا کر ان میں مال و دولت تقسیم کر کے اور نوجوان لڑکیوں کے ساتھ میل جول فراہم کر کے دین اسلام، جہاد بالسیف اور ختم نبوت کے عقیدے سے برگشتہ کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہے۔

قادیانی جماعت کے کنونشن کی آرگنائزنگ کمیٹی کے رکن مرزا مبشر قادیانی کا بنگلہ دیشی اخبار ڈیلی اشار سے بات چیت میں کہنا تھا کہ بنگلہ دیش آنے والے ہزاروں افراد کو مایوسی اور دکھ کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ مدرسہ کے طلباء اور ملاؤں نے ہمیں یہاں جمع ہونے سے منع کر دیا ہے اور ڈنڈوں سے ہماری پٹائی بھی کی ہے۔ کنونشن کی آرگنائزنگ کمیٹی کے رکن مرزا مبشر قادیانی کا کہنا تھا کہ یہ سب عوامی لیگ جیسی سیکولر جماعت کے دور میں کیا جا رہا ہے جو افسوس ناک امر ہے۔ مرزا مبشر قادیانی کا کہنا تھا کہ انہوں نے حکام کی جانب سے اجتماع کی منسوخی کے احکامات کو مان لیا ہے اور اس بات کی شکایت لندن کر دی ہے۔

غازی پور کے ضلع ایس پی میزان الرحمن کا کہنا تھا کہ قادیانیوں کو حکام کی جانب سے اجتماع کا اجازت نامہ موصول ہوا تھا لیکن مقامی مدارس کے حکام اور مساجد کے علمائے کرام نے ہمیں اور سرکار کو میمورینڈم سے اس اجتماع پر پابندی کا مطالبہ کیا جس پر ہم نے اس اجتماع کو منسوخ کر کے یہاں کر فیو کا نفاذ کر دیا ہے اور اجتماع نہیں ہو رہا ہے۔

غازی پور کے دیگر ضلعی پولیس افسران کا بھی کہنا ہے کہ واقعہ اس لئے بہت زیادہ حساس اور اہمیت کا حامل ہے کہ قادیانیوں کی جانب سے اپنا سالانہ عالمی اجتماع ماہ ربیع الاول جیسے محترم اور مسلمانوں کے لئے محبوب مہینے میں منعقد کیا جا رہا تھا، جس میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔

پولیس افسروں کا کہنا تھا کہ ختم نبوت کا عقیدہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان نزاع کا باعث ہے۔ اسی لئے قادیانیوں کو پاکستان، سعودی عرب، افغانستان، ملائیشیا، انڈونیشیا، عرب امارات اور افریقی ممالک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود امریکی، مغربی، بھارتی اور بالخصوص یہودی حکومتوں اور ان کی

پروردہ تنظیموں کی جانب سے قادیانیوں سے ظلم کا ہمیشہ سے رونارویا جا رہا ہے۔

حال ہی میں سال 2010ء کے اختتام پر امریکن جیوش کانگریس کی جانب سے دنیا بھر میں قادیانیوں کے خلاف ”مسلمانوں کے جرائم“ پر ایک مفصل رپورٹ شائع کی گئی ہے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قادیانیوں کو امریکہ، برطانیہ، بھارت اور اسرائیل میں کیسا پروٹوکول ملتا ہے اور یہ سارے ممالک اور ان کی سرکاری وغیرہ سرکاری تنظیمیں کس طرح قادیانیوں کی سرپرستی کر کے مسلمانوں میں سے جذبہ جہاد، عقیدہ ختم نبوت اور اسلامی شخص ختم کرنے کی کوششوں میں مشغول ہیں۔

ادھر انڈونیشی اخبار ”جکارتہ پوسٹ“ نے خبر دی ہے کہ برسوں سے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان جاری مناقشہ اور سرد جنگ اس وقت آگ کے گولے میں تبدیل ہو گئی جب صوبہ بیٹن میں قائم ایک خفیہ قادیانی مرکز میں مسلمان نوجوانوں کو بھلا بھلا کر قادیانی بنانے کی اطلاع پر درجنوں مسلمان نوجوان اس گھر تک پہنچ گئے اور یہاں موجود بیس افراد سے سوالات و جوابات کئے۔

اخبار کا کہنا ہے کہ اسی دوران پیدا ہونے والے تنازعے کے بعد دونوں گروہوں میں زبردست تصادم ہو گیا۔ انڈونیشی صدر کی ہدایت پر واقعہ کے ذمہ داروں کا تعین کیا جا رہا ہے تاکہ ان کو گرفتار کیا جاسکے۔ واضح رہے کہ جولائی 2010 میں مغربی جاوا کے علاقے ”کونینگان“ میں بھی قادیانیوں کی ایک عبادت گاہ کے افتتاح کا معاملہ خونی رخ اختیار کر گیا تھا۔ جب قادیانیوں نے بغیر کسی کو مطلع کئے مغربی جاوا کے علاقے کونینگان میں اپنا مرکز بنادیا تھا اور مقامی مسلمانوں کو بتایا تک نہیں تھا کہ ”مسجد“ کے نام پر قادیانی مرکز لندن کی امداد سے بنایا گیا ہے جس پر مقامی مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا تھا۔

﴿بشکریہ: روزنامہ امت، کراچی﴾



سالانہ ممبر شپ برائے ماہنامہ العاقبہ

جن حضرات کو ماہنامہ ”العاقبہ“ کی سالانہ ممبر شپ کے لیے معلومات درکار ہوں یا جنہوں نے سالانہ ممبر شپ کے لیے رکنیت فیس جمع کروائی ہو لیکن انہیں تا حال رسالہ موصول نہ ہو سکا وہ ازراہ کرم محمد ساجد الرحمن صاحب سے رابطہ فرمائیں۔ 0314*0332*0345*4250505



﴿خاتم النبیین کے معنی اور تفسیر﴾

﴿اللہ مستفتا﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان حسب ذیل مسائل کے بارے میں۔

① خاتم النبیین کے معنی اور تفسیر ختم اللہ کے معنی اور تفسیر۔

② کیا الہام سچ ہے؟ اور کس شخص کا الہام مانا جاتا ہے؟

③ کیا مرزا صاحب نے کسی دوسرے استاد سے تعلیم حاصل کی یا اللہ کی رحمت سے تعلیم یافتہ ہی پیدا ہوئے ہیں؟

④ کیا کوئی نبی بعد نبوت یا قبل از موت کسی غیر مسلم بادشاہ کی حکومت میں رہا ہے؟ یا رہ سکتا ہے؟

⑤ انبیائے کرام کو معجزے کس قسم کے دیئے گئے اور مرزا صاحب کو فی زمانہ کیسے معجزے ملنا چاہیے تھے؟

⑥ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا گئے۔ اگر زندہ ہیں تو کہاں پر ہیں۔ اگر وفات پا گئے ہیں تو

مزار کہاں ہے؟ اگر آسمان پر گئے ہیں تو کیسے گئے ہیں؟

الجواب

① خاتم ختم سے بنا ہے۔ ختم کے لغوی معنی مہر لگانا ہے۔ اسی لئے مہر کو خاتم کہا جاتا ہے چونکہ مہر بھی مضمون کے

آخر میں لگتی ہے جس کے بعد کوئی مضمون نہیں لکھا جاتا۔ پارسلوں وغیرہ پر بھی بند کرنے کے بعد مہر لگائی جاتی ہے

تاکہ اب نہ اس میں سے کچھ نکل سکے نہ داخل ہو سکے۔ اسی لئے عرف میں ختم تمام ہونے کو کہتے ہیں۔ خاتم النبیین

میں یہی عرفی معنی مراد ہیں۔ جیسے صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کرنا ہے۔ ﴿صلوا علیہ﴾ مگر ﴿اقیموا

الصلوٰۃ﴾ میں صلوٰۃ سے عرفی معنی یعنی نماز مراد لئے گئے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے خاتم النبیین کی یہی تفسیر فرمائی

کہ ارشاد فرمایا ﴿انما خاتم النبیین لا نبی بعدی﴾ (میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔) جیسے

فاضل جامعہ صمدیہ العالیہ سرگودھا
فاضل جامعہ صمدیہ العالیہ سرگودھا
فاضل جامعہ صمدیہ العالیہ سرگودھا

﴿لا اله الا الله﴾ میں ہر سچے جھوٹے ظلی خدا کی نفی ہوگی۔ ایسے ہی ﴿لا نبی الا محمد﴾ میں اصل ظلی، بروزی، مراقی مذاقی نبی کی نفی ہے کہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا۔ ختم اللہ میں ختم لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی کہ اب ان میں ہدایت داخل نہیں ہو سکتی۔

② حضور ﷺ کی امت کے اولیاء کے لئے الہام برحق ہے۔ بے شک اللہ کے پیارے بندوں کو الہام ربانی ہوتے ہیں۔ مگر الہام جب ہی قبول ہوگا جبکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر خلاف شرع ہے تو وہ وسوسہ شیطانی ہے نہ کہ الہام ربانی۔ یہ تو الہام کی کسوٹی ہے کیونکہ شریعت کا برحق ہونا یقینی ہے اور ہمارے خیالات کی حقانیت یقینی نہیں۔ نیز الہام یا خواب متقی پر ہیزار مسلمان کا زیادہ معتبر ہے جتنا تقویٰ کامل ہوگا اتنا ہی اس کا دل شیطانی اثر سے زیادہ محفوظ رہے گا۔

③ مرزا صاحب آنجنابی سنا گیا ہے کہ ٹڈل پاس اور انٹرنس فیل تھے۔ وہ اولاً جنگی میں کلرک رہے۔ گزر اوقات مشکل تھی۔ دنیاوی ضروریات نے انہیں دعویٰ نبوت پر مجبور کیا۔ عربی میں کس کے شاگرد تھے مجھے پورا پتہ نہیں۔ ہاں! اتنا معلوم ہے کہ وہ علوم عربیہ میں نہایت ناقابل تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مایہ ناز کتاب لکھی ”خطبہ الہامیہ“ اور اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ ربانی عبارت ہے میری نہیں اس میں نہ کوئی غلطی ہے اور نہ اس کے مثل کوئی کلام ہو سکتا ہے۔ مگر قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ؒ نے اس میں تقریباً دو سو فاش غلطیاں نکالیں اور ثابت فرمایا کہ مرزاجی نے عربی ادب کی کتابوں سے عبارتیں چرا لیں ہیں۔ جو عبارتیں سب سے معلقہ وغیرہ کی ہیں وہ تو صحیح ہیں باقی سب غلط ہیں۔ اس کے لئے کتاب ”سیف چشتیانی“ مصنفہ پیر مہر علی شاہ صاحب دیکھو۔

④ کوئی پیغمبر کسی کافر بادشاہ کی رعایا اور غلام بن کر نہ رہا۔ یا تو نبی ایسی قوم میں آئے جس میں باقاعدہ سلطنت تھی ہی نہیں جیسے لوط علیہ السلام۔ کسی کافر بادشاہ کے ملک میں پیدا ہوئے تو اولاً انہوں نے وہاں سے ہجرت کی اور پھر بادشاہ کا مقابلہ فرما کر اس سلطنت کو پاش پاش کر دیا جیسے ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام۔ غرض یہ کہ کافر بادشاہ سے مقابلہ فرمایا ہے مانتی کسی نے نہیں کی، سوائے ہمارے مرزاجی کے۔ ان کے الہام حکام وقت (انگریز) کی رضا کے ماتحت ہوتے رہے۔

⑤ ہر پیغمبر کو خصوصیت سے ایسے معجزے ضرور ملے جس کا ان کے زمانہ میں زور تھا۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا عروج تھا۔ جالینوس موجود تھا۔ تو آپ کو مردہ زندہ کرنے اور کوڑھیوں کو اچھا کرنے کا معجزہ ملے۔ صحت سے ملا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا دیا گیا۔ ہمارے حضور ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو کلام پر ناز تھا اور فصاحت و بلاغت پر گھمنڈ تھا تو حضور ﷺ کو قرآن کا معجزہ ملا۔ لہذا مرزاجی کے زمانہ میں کلام اور فصاحت کا زور تھا۔ ضروری تھا کہ انہیں اسی قسم کا ایسا معجزہ ملتا جو تمام ایجادات پر غالب رہتا۔

⑥ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ تشریف لے گئے۔ جس کا ثبوت قرآنی آیات اور صد ہا حدیث نبویہ سے ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿بل رفعہ اللہ الیہ﴾ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قرب خاص کی طرف اٹھالیا۔ جب رفع کا مفعول جسم ہوتا ہے تو اس میں مکانی اٹھانا مراد ہوتا ہے۔ جیسے ﴿ورفع ابوہ علی العرش﴾ یا جیسے ﴿ورفع ابراہیم القواعد من البیت﴾ وغیرہ۔

عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور فرشتوں کی طرح ذکر الہی ان کی غذا ہے۔ اب وہ ظاہری غذا سے بے نیاز ہیں۔ کما فی الاحادیث

﴿اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین﴾ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو بھی صابر، شاکر، متقی، پرہیزگار ہو جائے وہ نبی ہی ہو جائے گا۔ معنی ظاہر یہ ہیں کہ وہ قیامت میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں کے ساتھ اٹھے گا۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور نبی بن جانا دوسری چیز۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ان اللہ مع الصابرین﴾ رب تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ اس سے نہ تو اللہ صابر ہو جاتا ہے اور نہ صابر (صبر کرنے والا شخص) خدا بن جاتا ہے۔ بلکہ رحمت الہی صابروں کے شامل حال ہوتی ہے۔

آپ فتنہ مرزائیت سے بچنے کے لئے کتاب ”پاکت بک محمدیہ“ کا مطالعہ کیا کریں نیز سیف چشتیانی اور شمس الہدایت کا مطالعہ کیا کریں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے لئے ہماری تفسیر نعیمی کے تیسرے پارے کا مطالعہ کریں اور مرزائیوں کی صحبت سے بچیں۔

تا تو انی دور شو از یار بد

یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد بدتر تن ہی بر جاں زند

یار بد بدتر دین و بر ایمان زند

نکتہ: مرزا صاحب کے صد ہا الہام و پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ انہوں نے بڑے زور و شور سے دعویٰ کیا تھا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا مگر کوشش کرتے کرتے تھک گئے اور محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی۔ اعلان کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اگر جھوٹے ہوں تو میری موجودگی میں وہ مریں گے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو ان کی موجودگی میں مروں گا۔ مرزاجی نے اعلان کیا تھا کہ سخت زلزلہ عنقریب آئے گا۔ اپنی امت کو شہر سے نکال کر جنگل میں ڈالا۔ ایک ماہ وہاں قیام کیا مگر زلزلہ وغیرہ کچھ نہ آیا اور پھر چپکے سے گھر آ بیٹھے۔ ایسے صد ہا واقعات آپ کو ”پاکت بک محمدیہ“ میں ملیں گے۔ ﴿فتاویٰ نعیمیہ ص 154 تا 157﴾



حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی تعریف کرنا اللہ رب العزت کی سنت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔ اہلسنت و جماعت اہل حق ہونے کے باعث رسول اللہ ﷺ کو تعریف و توصیف کی حرز جاں اور وظیفہ لساں بنائے رکھتے ہیں یعنی

”مٹا بھی ہے اپنے تو بس قیل و قال کی

ہوتی رہے تعریف تیرے حسن و جمال کی

جبکہ اس کے برعکس غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات اپنے امام اڈل اسماعیل دھلوی قاتل بالاکوٹ کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں یعنی ”کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔“ اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کے لیے اور عوام کی نظروں میں خود پر سے ”نجدیت“ یعنی رسول دشمنی کی چھاپ اتارنے کے لیے دل سے نہیں بلکہ صرف زبان کی حد تک شہنشاہ ارض و سماء کی تعریف کرتے ہیں تاکہ عوام کی نظروں سے اپنا بھرم گستاخی اور جھل کیا جائے اور عوام انہیں رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے محبت کرنے والا سمجھیں۔

اسی سلسلہ میں غیر مقلدین کے عالمی اشاعتی ادارے دار السلام (دارالمنصفان) نے عرب کے ایک مشہور عالم ابراہیم بن عبد اللہ الحازمی کی کتاب ”الرسول“ کا نیک تراجم کا ترجمہ آئینہ جمال نبوت کے نام سے 1996ء میں شائع کیا جس کا ترجمہ حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد وہابی اور نظر ثانی کا کام حافظ مسعود عالم غیر مقلد وہابی نے کیا ہے۔ 1996ء کے ایڈیشن میں بدعنوانی اور خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصل کتاب کے متن کے بالکل الٹ ترجمہ کیا گیا مثلاً مصنف ابراہیم بن عبد اللہ الحازمی نے اصل کتاب میں عبارت یوں لکھی

الاهداء

الی البشیر النذیر الی السراج المنیر الی المہدۃ رحمة للعالمین الیک یا سیدی یا رسول اللہ علیک صلوة اللہ ورحمۃ وبرکاتہ و سلام علیک فی حیاتک البرزخیہ وکشف الغمۃ .

اس کا ترجمہ مولوی عبد الستار حماد وہابی آف میاں چنوں نے یوں کیا ”انتساب۔ میں اپنی اس ناچیز کاوش کو جنت کی بشارت دینے والے بُرے انجام سے خبردار کرنے والے راہ ہدایت دکھانے والے جملہ اہل جہان کے لیے باعث رحمت اللہ کے فرستادہ روشن چراغ حضرت محمد ﷺ کے نام معنون کرتا ہوں۔ اے اللہ! رسول اللہ ﷺ پر بے شمار رحمتیں برکتیں نازل فرما اور ہماری طرف سے لائقہ ادور و سلام ہوں۔ میں صدقِ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے انتہائی اخلاص سے کفر و شرک کی تاریکیوں کا پردہ چاک کیا۔“

معزز قارئین آپ ملاحظہ کریں کہ ترجمہ میں کس قدر بغضِ رسول ﷺ کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ مصنف کے الفاظ کے بالکل الٹ ترجمہ کیا ہے۔ مصنف نے تو لکھا ہے ”انتساب۔ سرِ پادہایت تمام جہانوں کے لیے باعث رحمت اے میرے سردار اے اللہ کے رسول۔ آپ پر اللہ کے درود ہوں اور اُس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اور آپ پر سلام ہو آپ کی برزخی زندگی میں۔“ (صفحہ 3، مطبوعہ: دار الشریف الریاض)

مصنف خطاب کے صیغوں کے ساتھ دو مرتبہ ”یا“ اور 4 مرتبہ ”ک“ خطاب کی ضمیر لکھ رہے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوثی ہے جبکہ مترجم عبد الستار حماد وہابی نے عبد المالک مجاہد کی سرپرستی میں جو ترجمہ کیا ہے وہ یوں ہے کہ جیسے مصنف ابراہیم بن عبد اللہ الحازمی نے اللہ صلی علی لکھا ہو اور کسی جگہ بھی حضور ﷺ کو خطاب نہ کیا ہو اور ”یا“ استعمال نہ کیا ہو کیونکہ وہابی مذہب میں رسول اللہ ﷺ کے نام کے ساتھ ”یا“ لکھنا بدعت و حرام ہے۔ اس لیے اس ”یا“ کو کھانے والی نجدی دیمک نے عبارت میں موجود 2 مرتبہ ”یا“ اور 4 مرتبہ خطاب کے ”ک“ کا ترجمہ ہڑپ کر لیا تاکہ وہابیوں کے بغضِ رسول والے جذبات کی تسکین کا سامان مہیا ہو۔ اس روئے زمین پر ہے کوئی وہابی جو اس خیانت و تحریف اور کٹر دیوبند کا جواب دے۔

خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

مترجم عبد الستار حماد وہابی جو کہ نام نہاد شیخ الحدیث بھی ہے اور فتاویٰ اصحاب الحدیث کے نام سے متعدد جلدیں بھی اس کے فتاویٰ کی موجود ہیں۔ اگر مصنف کی لکھی ہوئی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم وہابی نے اصل

عبارت کا یہ حشر کیا ہے تو پھر فتاویٰ میں کیا کیا گل کھلائے ہوں گے؟؟

ترجمہ کا جب یہ عالم ہے تحریر کا عالم کیا ہوگا

دارالسلام کے بانی و مدیر عبدالمالک مجاہد لکھتے ہیں ”اس کے مترجم پاکستان کے معروف عالم دین شیخ الحدیث جناب حافظ عبدالستار الحمد ہیں جنہیں اللہ نے ترجمہ کے معاملے میں ”خاص توفیق“ سے نوازا ہے۔“

(آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 8، مطبوعہ دارالسلام 1996ء)

جس ”خاص توفیق“ کا عبدالمالک مجاہد نے ذکر کیا ہے آپ اس خاص توفیق کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی شان پر دلالت کرنے والی مصنف کی عبارت کا الٹ ترجمہ کرنا لفظ ”یا“ کا ترجمہ نہ کرنا، حضور ﷺ کی حیات کا انکار کیا یہی تو ”خاص توفیق“ نہیں ہے؟

حُرمت رسول ﷺ پہ جان بھی قربان ہے

اس ترجمہ میں صریح ہیرا پھیری سے وہابی حضرات کے اس نعرہ کا پول بھی کھلتا ہے۔ جبکہ وہابیوں کو تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اور شان برداشت نہیں۔ اوپر دی گئی خیانت کی زبردست مثال سے یہ بات ثابت ہے۔

1996ء کے بعد جب دارالسلام نے اپریل 2004ء میں دوبارہ اس کتاب کو چھاپا تو ابراہیم بن عبد اللہ الحازمی کے مقدمہ میں لکھے گئے درج ذیل اشعار کے ترجمہ کو بھی نکال دیا۔

يا خیر من ذللت فی التراب اعظمه

فطاب من طيهن القاع والا کم

نفسی الفداء القبر انت ساکنه

فيه العفاف وفيه الطيب والكرم

(الرسول کانک تراہ، صفحہ: 6، مطبوعہ دار الشریف الرياض)

عبدالستار حماد نے جو ترجمہ 1996ء کے ایڈیشن میں کیا وہ درج ذیل ہے ”ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے اے وہ عظیم ہستی اور بہترین شخصیت جس کی عطر بیزی اور مشک ریزی سے صحرا و میدان مہک اٹھے ہیں۔ میری

جان فدا ہو اُس قبر پر جس میں آپ (ﷺ) نحو استراحت ہیں جس میں سراپا عفت و عصمت، مجسمہ مشک و عنبر اور یکسر جو دہن ہے۔“ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 17، مطبوعہ دارالسلام 1996ء)

2004ء والے یعنی موجودہ ایڈیشن سے اشعار کا یہ ترجمہ نکال کر وہابی جذبات کو تسکین پہنچائی گئی جبکہ

عبدالمالک مجاہد نے 2004ء والے ایڈیشن کی عرض ناشر (طبع دوم) میں لکھا ہے ”اسوۃ رسول ﷺ کے شائقین اور سیرت مطہرہ کے قارئین دارالسلام کی اس علمی اور تحقیقی کاوش کو پہلے سے بہت بہتر اور مفید محسوس کریں گے۔“

معزز قارئین جن اشعار کو امام نووی نے ”امام ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اور دیگر 20 عدد کتب اسلامیہ میں نقل کیا گیا ہو اُن اشعار کو دوسرے ایڈیشن میں سے نکال دینا علمی و تحقیقی کاوش نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

مکتبہ دارالسلام کی علمی و تحقیقی کاوش اسی قسم کی ہوتی ہے۔ ان اشعار کا جرم صرف یہ ہے کہ ان کے شروع میں لفظ ”یا“ موجود ہے جو وہابی مذہب میں جرم عظیم ہے۔

مصنف ابراہیم بن عبد اللہ الحازمی لکھتے ہیں ”یہ کتاب جو آپ کے زیر مطالعہ ہے اس میں ہم نے بتوفیق الہی صحیح احادیث کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کے دلائل و حلیہ مبارک کو بڑے دلنشین انداز اور رس بھرے اسلوب میں بیان کیا ہے۔“ (الرسول کانک تراہ، صفحہ: 7، مطبوعہ دار الشریف الرياض / آئینہ جمال نبوت صفحہ: 17، ایڈیشن 1996ء، دارالسلام)

صحیح احادیث کے التزام کے باوجود دارالسلام نے تحقیق کے نام پر 2004ء میں کل 225 احادیث میں سے 91 کو صحیح، 41 کو حسن، 91 کو ضعیف اور 1 کو موضوع قرار دیا ہے جبکہ مصنف کے علاوہ ناشر اور مدیر دارالسلام عبدالمالک مجاہد نے خود عرض ناشر میں یوں لکھا تھا ”تحقیق پر مبنی کتاب ہے۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کا تمام تر مواد صحت اسناد کے لحاظ سے مستند اور صحیح احادیث پر مشتمل ہے۔“

(آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 7، مطبوعہ دارالسلام، 1996ء)

2004ء کے ایڈیشن میں سے صحت اسناد کے لحاظ سے مستند اور صحیح احادیث والی بات کو نکال دیا گیا اور پھر تحقیق کے نام پر جو گل کھلائے ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ مترجم عبدالستار حماد نے 1994ء کے ایڈیشن کے ابتدائیہ میں صفحہ: 10 پر مسند امام احمد، جلد: 1، صفحہ: 36 کے حوالے سے یہ حدیث ان الفاظ سے لکھی تھی ”وان الشیطان لا يستطيع ان يتشبه بی ضمن رانی فقد رانی“ جبکہ مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں ”وان الشیطان لا يستطيع ان يتشبه بی ضمن رانی فی النوم“ فقد رانی“ (مسند احمد، جلد: 1، صفحہ: 361، رقم الحدیث: 3410)

وہابی مترجم و نام نہاد شیخ الحدیث نے حدیث مبارکہ کو نقل کرتے ہوئے کس بددیانتی کا مظاہرہ کیا اور یہودیوں کی

السلام والوں کے نجدی آقاؤں کو بھی اس عقیدہ نورانیت کا اقرار ہے۔ سعودی عرب کی وزارت اوقاف کی طرف سے شائع کردہ ترجمہ قرآن میں ہے:

Indeed, there has come to you from Allah a light (Prophet Muhammad ﷺ) and a plain book (this Quran) (The NOBLE QURAN, Page:145, King Fahad printing complex Madina Munawarah 1420ھ)

1994ء والے ایڈیشن میں حدیث نمبر: 7 کا ترجمہ یوں تھا کہ آپ کے چہرے کی دھاریاں یوں چمک رہی تھیں ”جیسے بجلی کو ندر رہی ہو“۔ جیسے بجلی کو ندر رہی ہو حدیث کے کون سے الفاظ کا ترجمہ تھا؟ وحید الزمان غیر مقلد نے اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے ”آنحضرت ﷺ خوش خوش ان کے پاس گئے۔ آپ کی پیشانی کی لکیریں (خوشی سے) چمک رہی تھیں۔ (تیسیر الباری شرح بخاری، جلد: 4، صفحہ: 572، تاج کمپنی) ”جیسے بجلی کو ندر رہی ہو“ کے الفاظ وہابی مولوی کی تحریف فی الحدیث ہے۔

مصنف ابراہیم بن عبد اللہ الحارثی کے الفاظ ”وکان رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سهل الخدين“ کا ترجمہ ”رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے“ ہے مگر مترجم عبد الستار الحماد نے اپنی طرف سے حدیث مبارکہ کے ترجمہ میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیا ”البتہ نیچے کو ذرا سا گوشت ڈھلکا ہوا تھا“۔ (آئینہ جمال نبوت حدیث: 64، صفحہ: 40، ایڈیشن 1994ء)

یاد رہے مندرجہ بالا الفاظ شاکل ترمذی، جس کا حوالہ مصنف نے دیا وہاں بھی موجود نہیں ہیں۔ مصنف نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی مبارک پٹیلیوں کی شان بیان کرتے ہوئے بخاری کی حدیث کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ و اشعار نقل کیے جن کا ترجمہ کرنے کی عبد الستار حماد وہابی کو جرأت نہ ہوئی کیونکہ اُسے وہابی و نجدی مذہب کی عمارت زمین بوس ہوتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

من قباب قوسین المحل الاعظما	یارب بالقدم التی اوطأتها
کتف البریة بالرسالة سلما	وبحرمة القدم التی جعلت بها
قدمی وکن لی منقذا و مسلما	ثبت علی متن الصراط تکرما
امن العذاب ولا یخاف جهنما	واجعلها ذخیری ومن کمالہ

قرآن میں وہابیوں کی اس طرح کی تحقیر کو عطا جت کردار

عادت تحریف سے وافر حصہ پاتے ہوئے (فسی النوم) کے الفاظ غائب کر دیئے ہیں کیونکہ وہابی مذہب میں رسول پاک ﷺ کو خواب میں دیکھنا ناممکن ہے۔ مثلاً وہابی مولوی سعید بن عزیز یوسف زئی نے لکھا ہے ”خوابوں میں دیدار رسول اللہ ﷺ ناممکن ہے“۔ (خوابوں میں دیدار رسول ﷺ کی حقیقت، صفحہ: 129، مصنف: سعید بن عزیز یوسف زئی، مطبوعہ: مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، الحدیث چوک، کورٹ روڈ کراچی)

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان نہیں مانتے وہ رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت بھی نہیں مانتے۔ اسی وجہ سے وہ مسند احمد کی حدیث میں بھی تحریف کر ڈالتے ہیں۔ کیا یہی اہلحدیثی ہے؟ خود بدلتے نہیں حدیث کو بدل دیتے ہیں

کس درجہ بے توفیق ہوئے فقہان حرم
1996ء کے ایڈیشن میں عبد الستار حماد کی طرف سے شامل کردہ شعر جو اللہ کے نبی ﷺ کے چہرہ انور کی تعریف میں لکھا تھا وہ نکال دیا گیا ہے۔ 2004ء کے ایڈیشن میں یہ ”تحقیق“ ہوئی ہے کہ نبی کی تعریف کو نکال دیا ہے یہ وہابی تحقیق۔

مندرجہ ذیل مکمل عبارت 2004ء کے ایڈیشن سے حذف کر دی گئی ہے۔ ”آخر میں دور جاہلیت کے مشہور شاعر ابو کبیر ہذلی کے ایک شعر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جسے صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بے تکلفی کے موقع پر بڑے لطیف انداز میں رسول اللہ ﷺ کو اس کا مصداق ٹھہرایا۔

واذا نظرت الی اساری و جہہ

برقت کبرق العارض المتهلل

ترجمہ: ”جب میں نے اُس کے روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شان رخشدگی ایسی تھی جیسے ابر میں بجلی کو ندر رہی ہو۔“

اگر تعریفی شعر لکھ ہی دیا تھا تو نئے ایڈیشن سے نکالنے کی ضرورت کیا تھی؟ نجدی مُصنف ذرا مکمل کر بیان کریں۔

1996ء کے ایڈیشن کی فہرست میں صفحہ: 91 پر موضوع تھا ”معطر نورانی بغلیں“ جبکہ 2004ء میں نورانی کو حذف کر کے عنوان یوں دیا ہے ”معطر چمکدار بغلیں“۔ (صفحہ: 92)

چونکہ نورانی بغلیں لکھنے سے عقیدہ نورانیت کا اثبات ہوتا تھا اسی لیے نورانی کو چمکدار سے بدل دیا گیا جبکہ وار

قرآن میں وہابیوں کی اس طرح کی تحقیر کو عطا جت کردار

ترجمہ ملاحظہ کریں: (راقم الحروف کی جانب سے) اے میرے رب! ان مبارک قدموں کا واسطہ جن کو تو نے نوازا قاب قوسین جیسے عظیم مقام سے بنا اور ان مبارک قدموں کی حرمت کا واسطہ جن کے لیے تو نے بنایا مخلوق کے شانے اور رسالت جیسے منصب کو میری ہڈیوں کو پہل صراط پر مہربانی فرماتے ہوئے ثابت رکھ اور تو میرے لیے نجات دینے والا اور سلامتی دینے والا ہو جا اور تو ان دونوں کو میرے لیے ذخیرہ بنا۔ ہمارے اور جس کا یہ دو ذخیرہ بنے وہ عذاب سے بچا اور جہنم سے بے خوف ہو گیا۔

(الرسول کانک تراہ، صفحہ: 58، مطبوعہ دار الشریف ریاض)
معزز قارئین! اشعار کا ترجمہ ہرپ کرنے کی وجہ تو آپ جان چکے کہ وہابی مذہب میں ذات کا وسیلہ شرک قرار دیا جاتا ہے۔ اسی لیے 8 مصرعوں کے اشعار کو غائب کر دینا اور ترجمہ نہ کرنا کتنی بڑی بددیانتی ہے۔ یہی ہے دار السلام کا طریق تلخیص ہی تلخیص۔

اسی پس منظر میں دار السلام کے مدیر عبدالملک مجاہد کی درج ذیل عبارت ملاحظہ کریں: ”قرآن و سنت کی خالص تعلیمات کی اشاعت دار السلام کا مطمح نظر ہے۔ اس لیے کسی بھی کتاب کو شائع کرنے سے قبل میں یہ اطمینان قلب حاصل کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں دین اسلام کی خدمت اور امت محمدیہ کی فلاح کا تناسب کس قدر رہے گا۔ یہی میرا بنیاد شاعت اور یہی نصب العین ہے۔

الحمد للہ! جس قدر کتب شائع کرنے کی سعادت اللہ نے بخشی ہے، شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے نصب العین اور مطمح نظر سے سرمواخراں نہیں کیا اور اس بات کی گواہی مجھے اپنی کتب کی اکناف عالم میں طلب سے ملتی رہتی ہے۔ (فکر و عقیدہ کی گراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے، صفحہ: 17، مطبوعہ دار السلام 2006ء) واقعی عبدالملک نجدی وہابی نے اپنے نصب العین اور مطمح نظر سے بالکل انحراف نہیں کیا جو کہ اسی مضمون سے ظاہر ہے۔

حدیث کے الفاظ میں نام نہاد اہلحدیثوں کی تحریف

ابراہیم بن عبداللہ الحازمی نے 120 نمبر حدیث یوں لکھی ہے: ﴿عن انس او جابر بن عبد اللہ : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ضخم القدمین و الکفین لم ار شیبھا بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ (الرسول کانک تراہ، صفحہ: 66، حدیث نمبر: 120، مطبوعہ دار الشریف ریاض)۔

جبکہ بخاری شریف میں یہ حدیث مبارکہ ان الفاظ سے موجود ہے: ﴿عن انس او جابر بن عبد اللہ ، کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضخم القدمین و القدمین لم ار بعدہ شیبھا لہ﴾ (صحیح بخاری، کتاب

المہاس، باب المجدد، رقم الحدیث: 5911-5912، مطبوعہ دار السلام 2000ء)

1994ء کے ایڈیشن میں ترجمہ یوں لکھا ہے: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ یا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں۔“ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 16، رقم الحدیث: 120، مطبوعہ دار السلام 1990ء)

مندرجہ ذیل الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا ﴿لعم اربعہ شیبھا لہ﴾ ”میں نے تو آپ کے بعد پھر کوئی آدمی آپ کی صورت کا نہیں دیکھا۔“ (تیسیر الباری شرح بخاری، جلد: 7، صفحہ: 602، وحید الزماں غیر مقلد، مطبوعہ تاج کہنی لاہور)

حدیث نمبر 147 میں الفاظ یوں نقل کرتے ہیں (نبی پاک ﷺ) ”پہلے پہل اپنے بالوں میں کنگھی کر کے انہیں پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے (جیسا کہ گھوڑوں کے بال پیشانی پر کھلے چھوڑے جاتے ہیں۔)“ ”مندرجہ بالا الفاظ قطعاً شان رسالت ﷺ کے لئے مناسب نہیں ہیں اور عظمت و شرف رسالت کے بالکل خلاف ہیں۔ خصوصاً جب کہ وہابی حضرات کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہے۔ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 72، رقم الحدیث: 147)

وہابی محقق زبیر علی زئی لکھتا ہے: ﴿وفیہ صبیح بن عبد اللہ الفرغانی والحديث ضعيف من اجله﴾ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 30، رقم الحدیث: 25، دار السلام 2004ء)

مصنف نے جب تصریح کی تھی ”یہ کتاب جو آپ کے زیر مطالعہ ہے اس میں ہم نے بتوفیق الہی صحیح احادیث کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کے دلائل ویز علیہ مبارک کو بڑے دلنشین انداز اور زس بھرے اسلوب میں بیان کیا ہے۔“ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 17، ایڈیشن: 1996ء)

مترجم لکھتا ہے: ”میں عرصہ دراز سے ایک ایسی کتاب کا متلاشی تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے علیہ مبارک کو تفصیلی طور پر صحیح احادیث کے آئینہ میں مرتب کیا گیا ہو۔“ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 10، دار السلام 1996ء)

ناشر لکھتا ہے: ”الشیخ ابراہیم بن عبداللہ الحازمی نے عربی زبان میں اس موضوع پر کتاب (الرسول کانک تراہ) لکھی جو مختصر مگر جامع اور تحقیق پر مبنی کتاب ہے۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کا تمام تر مواد صحت اسناد کے لحاظ سے مستند اور صحیح احادیث پر مشتمل ہے۔“ (آئینہ جمال نبوت، صفحہ: 7، ایڈیشن: 1996ء)

صحیح احادیث کا عنوان دے کر ایک ضعیف روایت کی وجہ سے نبی محترم نور مجسم ﷺ کے بارے میں اس قدر

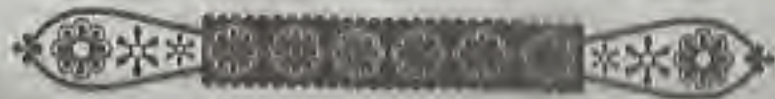


خدی خواں نعت کے لاکھوں ہیں لیکن گلستان نعت کے لاکھوں ہیں لیکن
 سخن داں نعت کے لاکھوں ہیں لیکن مگر باوصف اس لطف خدا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کا نعت گو ہونا فضیلت نبی ☆ کا نعت گو ہونا سعادت
 نبی ☆ کی نعت گوئی میں ہے عظمت مگر باوصف اس حسن عطا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کا نعت گو عاقل جہاں کا نبی ☆ کا نعت گو لائق جہاں کا
 نبی ☆ کا نعت گو ماہر بیان کا مگر باوصف اس فہم و ذکا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کا نعت گو سرتاج اپنا نبی ☆ کا نعت گو مہاراج اپنا
 نبی ☆ کے نعت گو کا راج اپنا مگر باوصف اس اوج و علا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کا نعت گو ہر کوئی کب ہے نبی ☆ کا نعت گو اعزاز رب ہے
 نبی ☆ کا نعت گو مدحت بہ لب ہے مگر باوصف اس ذوقِ ثناء کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے

نبی ☆ کا نعت گو میرا اثاثہ نبی ☆ کا نعت گو تیرا اثاثہ
 نبی ☆ کا نعت گو سب کا اثاثہ مگر باوصف اس ذکر وفا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کے نعت گو سب خوب رو ہیں نبی ☆ کے نعت گو کیا خوش گلو ہیں
 نبی ☆ کے نعت گو با آہود ہیں مگر باوصف اس رنگِ سخا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نبی ☆ کا نعت گو ہے اک زمانہ نبی ☆ کا نعت گو اپنا بیگانہ
 نبی ☆ کا نعت گو سب سے یگانہ مگر باوصف اس وجہ بقاء کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 امام نعت گویان زمانہ ملا رتبہ رضا ☆ کو یہ شہانہ
 ہم جس کے مٹنے مادح گمرانہ مگر باوصف اس شانِ رضا ☆ کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 تعلق سے بڑی ہے نعت گوئی سراسر عاجزی ہے نعت گوئی
 متاعِ اخروی ہے نعت گوئی مگر باوصف اس حسن و ادا کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے
 نہیں یہ عام کوئی شاعری ہے ملے قسمت سے یہ وہ چاکری ہے
 بجا مہجور اس میں دلبری ہے مگر باوصف اس اک ارتقاء کے
 مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے

☆☆ رحمۃ اللہ علیہ

☆☆





مشتی بھائیوں کی معلومات و صورت حال کی وضاحت کے لیے گزارش ہے کہ فرقہ گوہریہ کے سربراہ ریاض احمد گوہر شاہی ہیں جو انجمن سرفروشان اسلام کے بانی و رہنما ہیں۔ ان کا حدود دار بعد یہ ہے کہ ان صاحب کو نہ تو علماء کرام کی صحبت میسر آئی اور نہ ہی مشائخ طریقت کی تربیت نصیب ہوئی۔ یعنی ریاض احمد صاحب نہ تو کسی سنی مدرسہ سے فارغ التحصیل عالم دین ہیں اور نہ ہی کسی سلسلہ بیعت میں منسلک ہیں۔ غیر مقلدین وہابیوں کی طرح ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بیعت ہیں اور آپ ﷺ کے مرید ہیں۔ اس لیے اُن کے سلسلہ گوہریہ کا ”باطن“ پر سارا دار و مدار ہے۔ یہ خود اور ان کے والد فضل حسین صاحب بغیر کسی دلیل و ثبوت کے جو چاہیں باطنی انکشافات فرماتے ہیں تاکہ کسی کے دلیل و ثبوت طلب کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے اور بے علم و غالی عقیدت مندوں کی وابستگی میں کوئی فرق نہ آئے۔

فرقہ گوہریہ ذکر سانی کے علاوہ بالخصوص باطنی ذکر و دل پر ”نقش اللہ“ جمانے کا دعویدار ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جن کا دل ذکر الہی اور ”نقش اللہ“ سے منور ہو جائے اُن کے عقائد و معمولات اور اقوال و نظریات پر بھی نورانی پرتو نظر آنا چاہیے اور گفتار و کردار شریعت الہی و سنت نبوی ﷺ کا نمونہ ہونا چاہیے۔ شان الوہیت و شان رسالت و ولایت کا ادب بطور خاص ان کو ملحوظ ہونا چاہیے جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے اور ”گوہر شاہی شریعت“ کا رنگ ڈھنگ ہی کچھ اور ہے۔ سنی بھائیو! خبردار! ہوشیار! احتیاط۔

شان الوہیت کے خلاف عقیدہ باطلہ:

تاواقف عوام و علماء اہلسنت کی آگاہی اور خود انجمن سرفروشان اسلام کے متعلقین کی خیر خواہی و اصلاح کے طور پر چند اہم چیزیں قائل توجہ ہیں۔

انجمن سرفروشان اسلام کے ترجمان رسالہ ”صدائے سرفروش“ اگست 1991ء نے ریاض گوہر شاہی کے ابا جی بابا فضل حسین صاحب سے نقل کیا ہے کہ (تقسیم ہند کے موقع پر گوہر شاہی نے) ایک رات اچانک مجھے سوتے

سے اٹھایا اور کہا ”ابا ابا! اٹھو، دیکھو یہ آوازیں آرہی ہیں“۔ میں نے فوراً کیا تو واقعی آوازیں آرہی تھیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ یہاں آ جاؤ سب ولی اللہ یہاں دعا کے لیے جمع ہیں۔ آوازیں کر میں (افضل حسین) فوراً اٹھا اور شاہ صاحب کو ساتھ لے کر آواز کی سمت چل دیا۔ چنانچہ ہم محبوب الہی کے دربار پہنچ گئے۔ وہاں بہت سے بزرگ اللہ کے حضور گویا گویا کر رہے تھے۔ خواجہ حسن نظامی بھی اُن بزرگوں کی دعا میں شامل تھے۔ اتنے میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ”دیکھو یہ سب بزرگ اللہ کے حضور دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! مسلمانوں پر رحم کر۔ یا اللہ! مسلمانوں پر رحم کر۔ یہ قتل و غارت بند کر“۔

لیکن غیبی آواز ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو میں نے بہت ڈھیل دی ہے بہت آزمایا ہے انہیں سزا بھی دی ہے لیکن یہ نہیں مانے اور گناہوں میں مبتلا رہے۔ اللہ یہی کہہ رہا ہے کہ اب میں بھی مجبور ہوں بے قابو ہوں۔ ان مسلمانوں کو اب ایسے ہی کٹنے مرنے دو انہیں تباہ و برباد ہو جانے دو۔ جہاں میں رحمن و رحیم ہوں وہاں میں جبار و قہار بھی ہوں۔ میں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ وہ منادی والے بزرگ جو تعارف کر رہے تھے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے اللہ نہیں مانتا کیا کریں؟..... اس واقعہ کے بعد اب میں بالکل نارمل ہو چکا تھا ساری وحشت، خوف و ہراس ختم ہو چکا تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

مسلمانو! سوچو۔ سنیو! غور کرو۔ کیا قادر و قیوم اور خالق کل اللہ تعالیٰ کی یہی شان ہے جو گوہر شاہی کے ترجمان رسالے صدائے سرفروش نے نقل کی ہے کہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اللہ مجبور و بے قابو اور ایسا بے بس ہے کہ حالات اُس کے قابو میں نہ رہے وہ بھی کفار کے مقابلہ میں جب کہ وہ اس کے ماننے والوں کو نشانیہ ستم بنا رہے تھے۔ کیا اللہ کی یہی شان ہے کہ سب اولیاء اللہ اُس کے حضور گڑ گڑا کر مسلمانوں پر رحم کی دعا کریں اور وہ اپنے پیارے اولیاء کی دعا قبول کرنے کی بجائے یہ کہہ کر انہیں مایوس کرے کہ اب میں بھی مجبور ہوں بے قابو ہوں۔

کیا اللہ کی یہی شان ہے کہ وہ رحمن و رحیم اولیاء کرام کی دعا کے جواب میں کفار کو تباہ کرنے کی بجائے اُن کے ماننے والوں اور مسلمان ہونے کی بناء پر کفار کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کے متعلق یہ کہے کہ انہیں ایسے ہی کٹنے مرنے دو انہیں تباہ و برباد ہونے دو۔

کیا اللہ کی یہی شان ہے کہ بقول ”صدائے سرفروش“ ایک طرف تو وہ مجبور و بے قابو ہو اور دوسری طرف اُس کا اپنا یہ قول بھی جھوٹ ثابت ہو کہ ان مسلمانوں کو ایسے ہی کٹنے مرنے دو انہیں تباہ و برباد ہونے دو۔ اس لیے کہ مسلمان ہرگز تباہ و برباد نہیں ہوئے بلکہ اُس وقت کی بہ نسبت ماشاء اللہ پاک و ہند میں پہلے سے زیادہ کرشمہ دار

ہوئے اور پھلے پھولے ہیں۔

لہذا گوہر شاہی کے والد اور اُس کے جماعتی ترجمان ”صدائے سرفروش“ کی ساری کہانی جو قدرت الہی، عظمت و صداقت خداوندی اور شان الوہیت کے خلاف ہے سب جھوٹ ہے باطل ہے۔ عقیدہ اسلام و مسلک اہلسنت کی نفی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا جھوٹا افترا کریں وہ ہرگز سنی مسلمان نہیں ہیں اور ان کا اللہ والا کہلانا اور قلب جاری کرنے کا دعویٰ کرنا سب غلط ہے۔ ع۔۔۔۔۔ ہوشیاراے مرد مومن ہوشیار

مزید تو بین شان الوہیت:

گوہر شاہی نے اپنی منظوم کتاب ”تزیاق قلب“ میں بدیں الفاظ لکھا ہے کہ
بہنچ نہ سکے گا ہرگز تو اس شاہراہ کے بغیر

خدا بھی چلتا نہیں قانون خدا کے بغیر
جبکہ خدا تعالیٰ کے لیے چلتا (چلنا پھرنا) کا استعمال اور اُسے قانون کا ماتحت و پابند بتانا شان خداوندی کے خلاف ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ

۔ اسی نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے

خدا کی قسم اسی نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے
یہاں بھی خدا تعالیٰ کو مجبور لکھا ہے جبکہ مجبور عام فہم لفظ ہے جس کا مطلب ضعیف و کمزور ہے کس و بے بس لیا جاتا ہے۔ نیز مجبور مظلوم کی طرح مفعول ہے یعنی جس طرح مظلوم کے لیے ظالم ہوتا ہے اسی طرح مجبور کے لیے جابر (فاعل) ہوتا ہے۔

اس لئے گوہر شاہی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جب خدا تعالیٰ کو مجبور کہتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو جابر و طاقتور سمجھتا ہے جس نے اللہ پر جبر کر کے اسے مجبور کیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گوہر شاہی عقیدہ اسلامی شان الوہیت کے خلاف کتنا گھناؤنا عقیدہ ہے کہ جس نے جبار کو مجبور بنا دیا ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ

۔ جب منہ موڑا ادھر سے بچ کہا دہریوں نے خدا نہیں

کیا سچ و بسیر ہے کچھ بھی سنتا نہیں

قریب ہے شہ رگ کے اُسے کچھ بھی پتہ نہیں

(ص: 18)

گوہر شاہی کے زیر نظر ”الہامی کلام“ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کے بے لگام قلم کی شان الوہیت کے خلاف کیسی گستاخانہ رفتار ہے۔ ایک طرف ایسی منہ زوری و بدعتیہ کی اور دہریوں کی تصدیق اور دوسری طرف ولایت والہام و معرفت کے دعوے۔

۔ ایں خیال است محال است و جنوں

خیالی خدا:

شان الوہیت کے خلاف گوہر شاہی کا ایک اور نظریہ ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے: ”ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں، سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی۔ اللہ اُس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہو گئی۔ یہ واقعہ آدم علیہ السلام کا بت بنانے سے 70 ہزار سال پہلے کا ہے۔“ (روشناس، ص: 17)

خواب و خیال، سوچ بچار، غور و فکر یہ انسانی صفات ہیں جن میں غلطی کا احتمال ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان احتمالی و ظنی باتوں سے پاک ہے۔ لہذا گوہر شاہی کا اللہ کی طرف خیال کی نسبت کرنا، اللہ کا روح پر عاشق ہونا بیان کرنا اور آدم علیہ السلام کو بت اور خدا تعالیٰ کو بت بنانے والا ظاہر کرنا سب باتیں شان الوہیت کے خلاف ہیں جنہیں گوہر شاہی نے از روئے جہالت بے دھڑک بیان کیا ہے۔

”مقاوی رضویہ شریف“ میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عز و جل کے حق میں محال قطعی ہے اور ایسا لفظ بے درود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی“۔ (ال: جلد 10، ص: 87)

شان الوہیت کے خلاف گوہر شاہی کے مذکورہ عقائد باطلہ اور خدا تعالیٰ کے خلاف کذب و افتراء اور بہتان تراشی کے متعلق خود خدا تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ جھوٹوں، مفتریوں اور ظالموں کے متعلق فرمایا: ● اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی آتی ہے اور اُسے کچھ وحی نہ ہوئی۔“ (پارہ: 7، رکوع: 17)

● مزید فرمایا: ”جھوٹا افتراء وہ باندھتے ہیں جن کا اللہ کی آیات پر ایمان نہیں اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔“ (پارہ: 14، رکوع: 20)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے ڈرو مگر جس کا تمہیں علم ہو۔ جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی نسبت کی پس اسے چاہیے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔“

جب رسول اللہ ﷺ کی طرف بھولی نسبت کرنے والے کا لٹکانہ جہنم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھولی باتیں اور عقائد باطلہ رکھنے اور شائع کرنے والے اور اُس کے پیروکاروں کا انجام اور ٹھکانہ کیا ہوگا؟

رسول اللہ پر افتراء:

”فرقہ گوہریہ“ کے ترجمان ”صدائے سرفروش“ کے انکشاف کے مطابق گوہر شاہی کے باپ بابا فضل حسین نے خدا تعالیٰ کی طرح رسول اللہ ﷺ پر بھی جس طرح افتراء کیا ہے۔ ایک سوال اور اُس کے جواب میں ملاحظہ کریں۔

سوال: ”اباجی! آپ یہ بتائیں کہ وہاں کی (نجدی سعودی) حکومت کو حضور پاک ﷺ پسند فرماتے ہیں؟ جبکہ بہت سی نامور ہستیوں کی قبروں تک کی وہاں کوئی قدر نہیں کی گئی، وہ خستہ حال ہیں اور وہاں کی حکومت عقیدے کے اعتبار سے اُن پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔“

جواب: ”نہیں جناب حضور پاک ﷺ وہاں کی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔ وہاں کے ولی عہد خادم الحرمین کو حضور پاک نے بہت نوازا ہے..... وہاں کی حکومت نے اپنے کارندوں کو سخت ہدایت دی ہوئی ہے کہ کسی بھی ملک کے کسی ایک حاجی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حضور پاک اسی وجہ سے اُن سے خوش ہیں۔“

(صدائے سرفروش، دسمبر 1991ء، ص: 4)

غور فرمائیں کہ ریاض گوہر شاہی کے ابا کی جسارت کس قدر حد سے بڑھ گئی ہے کہ اس نے بے دھڑک اللہ پر افتراء پردازی کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کتنی بے دردی سے بہتان باندھا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ نجدی سعودی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں اور آپ نے نجدی حکومت کے سربراہ کو بہت نوازا ہے اور دلیل کیا ہے؟

یہ کہ حکومت نے ہدایت دی ہے کہ کسی حاجی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کے لیے نجدی حکومت کو ”پسندیدگی“ کا سرٹیفکیٹ دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ چیز تو ہر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا و بالخصوص مہمانوں کی حفاظت و آرام کا اہتمام کرے چہ جائیکہ مہمان ہی حجاج وزائرین ہوں جن سے خود سعودی حکومت کے مفادات وابستہ ہیں اور حجاج وزائرین سے سعودی ملک و حکومت کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

سوال میں اس تصریح کے باوجود کہ ”بہت سی نامور ہستیوں کی قبروں تک کی وہاں کوئی قدر نہیں کی گئی“ وہ خستہ حال ہیں اور وہاں کی حکومت عقیدے کے اعتبار سے اُن پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔“

سوال کے اس اصل بیاوی مقصد و مطلب کو تو گوہر شاہی کے ابا ہی نے بھٹواتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بھوٹی ترجمانی کرتے ہوئے نجدی وہابی حکومت کو بابا فضل حسین نے ایک طرف ڈگری دے دی ہے کہ ”حضور پاک وہاں کی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔“ یعنی بابا فضل حسین کی ڈگری کے مطابق حضور پاک ﷺ نجدی سعودی حکومت کے گستاخانہ عقیدہ باطلہ وہابیہ کو پسند فرماتے ہیں اور عام اہل اسلام کی قبروں کی بے حرمتی و اُن کا نام و نشان مٹانے کے علاوہ نجدی حکومت کی طرف سے بالخصوص بہت سی نامور ہستیوں (صحابہ کرام و اہل بیت پاک علیہم الرضوان) کی قبروں کی ناقدری و خستہ حالی اور اُن کے ساتھ ظالمانہ یزیدی و فرعونی سلوک بھی حضور ﷺ کے نزدیک نجدی حکومت کا پسندیدہ عمل ہے۔ ع..... بریں عقل و دانش بہاید گریست

بہر حال یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نجدی وہابی شان رسالت میں گستاخیاں کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے جانے والوں کو منع کریں اور گنہگار ٹھہرائیں۔ روضہ اقدس کی جالی مبارک کے قریب ہونے والوں کو دھکے دیں، زد و کوب کریں اور خود روضہ اقدس کی طرف پشت کر کے بیٹھے رہیں۔ نجدی وہابی حکومت میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے والوں کو قید و بند کی سزائیں دے اور جلا وطن کرے۔ عشاق رسول علماء المسکت کا حرمین میں داخلہ بند کرے۔ بہترین ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ پر پابندی عائد کرے اور مترجم قرآن مجید کے نسخوں کو نذر آتش کرنے کا آرڈر دے اور رسول اللہ ﷺ ایسے بے ادب، منکدل، منکرین شان رسالت نجدیوں کو پسند فرمائیں۔ ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

یہ ریاض گوہر شاہی کے ابا کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہے، بہتان تراشی ہے اور فرقہ گوہریہ کے ترجمان صدائے سرفروش کا شان الوہیت و شان رسالت کے خلاف اپنی خرافات و گستاخیوں کی اشاعت کو عام کرنا ذیل جرم ہے۔

فرقہ گوہریہ نجدیوں کی قصیدہ خوانی کے باعث نجدیوں، وہابیوں کی گستاخیوں اور اُن کے جرائم و مظالم میں شریک جرم ہے۔

آہ! فرقہ گوہریہ کس قدر جبری اور بے باک ہے کہ کھلم کھلا اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء پردازی و بہتان تراشی کرتا ہے۔ خدا و مصطفیٰ ﷺ کی طرف بھوٹی باتوں کی نسبت کرتا اور من گھڑت باتیں بیان کرنے سے ذرا نہیں شرماتا۔ یہاں تک کہ معاذ اللہ ”اللہ مجبور و بے قابو ہے“ اور ”رسول اللہ نجدی وہابی حکومت کو بہت

پسند فرماتے ہیں۔

کیا ایسے فرقہ کے گمراہ و باغی اور منکرین شان الوہیت و مخالفین شان رسالت ہونے میں کوئی شبہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیسی جہالت و حماقت اور دیدہ دلیری ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو نجدیوں سے ایسی نفرت کریں کہ بحکم حدیث نجد کے لیے دعا خیر نہ فرمائیں اور فرقہ گوہر یہ نجدیوں کو حضور ﷺ کا پسندیدہ ٹھہرائیں۔

مزید عقائد و نظریات:

فرقہ گوہر یہ کے بعض مزید عقائد و نظریات پر ہمیں اور خدا سے ڈریں۔

● حضور انور ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ معاذ اللہ شیطان بدیں حلیہ آپ کی صورت میں آیا کہ ”سانو لے رنگ کا آدی سر سے نکا میرے سامنے موجود ہے“ گلے میں ایک تختی پڑی ہوئی ہے جس پر بغیر زبردوزیر کے محمد لکھا ہوا ہے۔ آواز آئی یہی رسول اللہ ہیں۔ (روحانی سفر، ص: 21)

حالانکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیطان میری صورت اختیار کر کے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ (ابو کا قال علیہ السلام)

● آدم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”آپ نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں پھینکے گئے۔ ایک دن عرش و کرسی کا کشف ہوا جس پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا تھا۔ کشف کا مطلب تھا کہ آدم علیہ السلام اس کو وسیلہ بنائیں تاکہ نفس کی اصلاح اور معافی ہو۔ آپ نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں ہوں گے۔ نفس نے اُسکیا تیری اولاد سے ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے۔ یہ بے انصافی ہے۔ اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔“ (کتاب روشناس، ص: 19؛ مینارہ نور، ص: 11)

اللہ کے معصوم پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ”نفس کی شرارت“ نفس کی اصلاح“ پھینکے گئے یہ بے انصافی ہے اور آپ کو دوبارہ سزا دی گئی“ کے الفاظ کیا شان نبوت کے شایان شان ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہذا ایسی گستاخیوں کا مرکب صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

● موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”بیت المقدس سے دو میل دور موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہودی مرد اور عورتیں وہاں شراب نوشی کرتے حتیٰ کہ وہ مزار فاشی کا اڈہ بن گیا“ جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے لطائف وہ جگہ چھوڑ گئے اور مزار خالی بت خانہ رہ گیا۔“ (مینارہ نور، ص: 62)

نبی اکرم ﷺ نے شب معراج موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور گوہر شاہی نے اُس کو فاشی کا اڈہ

اور خالی بت خانہ قرار دے دیا۔ العیاذ باللہ

● خضر علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”وہ اور دیگر اولیاء ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا، ولایت بدعت سے مبرا نہیں۔“ (روحانی سفر، ص: 35-36)

حضرات اولیاء کو بدعتی (گمراہ) قرار دینے والے ولایت کو بدعت سے مبرا نہ سمجھنے والے اور خضر علیہ السلام کو بچے کے قتل کی بدعت و ظلم و گناہ کبیرہ کا مرتکب و قاتل قرار دینے والے کے خود بدعتی (گمراہ) ہونے میں کیا شک ہے؟

نشہ بازی خدا کی یاری:

ایک طرف اولیاء کرام کو گوہر شاہی نے مختلف بدعات و کبیرہ گناہوں کا مرتکب قرار دیا مگر دوسری طرف کتاب ”روحانی سفر“ میں بغیر تردید نشہ کے متعلق متعدد مرتبہ نقل کیا ہے کہ

● ”بھنگ چرس پینے سے سب خیالات کا فور ہو جاتے ہیں اور سب اللہ ہی یاد رہتا ہے۔“ (ص: 33)

● ”جوشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے.... وہ مباح بلکہ جائز ہے.... بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے۔ خواہ

خواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا۔“ (ص: 35)

● مزید لکھا ہے ”اتنے میں اس نشہ باز نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی.... رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی کہ یہ شخص اُن ہزاروں عابدوں، زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جو نشہ سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبر اُن کا شعار ہے۔ یہ شخص جس سے تُو نے نفرت کی اللہ کے دوستوں سے ہے، عشق اس کا شعار ہے یہ نشہ اس کی عادت ہے۔“ (ص: 49)

کیسے خطرناک انداز میں نشہ باز، بھنگی چرس کو خدا کا دوست اور ہزاروں عابدوں، زاہدوں اور عالموں سے

بہتر قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

تفصیل ولی:

● ”نبی دیدار الہی کو ترستے آئے اور یہ (اولیاء امت محمدی) دیدار میں رہتے ہیں..... ولی نبی کا نعم

البدل ہے۔“ (مینارہ نور، ص: 39-40)

کس طرح ولی کو نبی پر فوقیت دے کر ولی کو نبی کا نعم البدل قرار دیا ہے حالانکہ ولی کسی صحابی کے درجے تک نہیں

جلی سکتا ہے یا لیلہ کی کوئی چیز تو یہ ہے اور وہی نبی کا نام الہدٰی اور اس سے اچھا اور بہتر ہے۔ بہار شریعت جلد 1
صفحہ 15 پر ہے "ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی پیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا
برابر بتائے کافر ہے۔"

مرزائی مسلمان:

"کچھ مسلمان شیخ صنعان اور کچھ مرزا قلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔" (روحشاس ص: 10)

کیا عجیب چکر ہے کہ ختم نبوت کا باغی بھی اور مسلمان بھی؟

جعلی آیت:

"قرآن مجید میں بار بار آیا ہے ﴿دع نفسک وتعال﴾"۔ (مینارہ نور ص: 29)

حالانکہ بار بار کی بجائے قرآن کریم میں ایک بار بھی یہ نہیں آیا۔

الٹی گنگا:

● "پہلے اعمال ہیں پھر اس کے بعد ایمان ہے اعمال اور چیز ہیں ایمان اور چیز ہے۔" (تحفۃ المجالس دوم ص: 2)

حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ایمان پہلے اور اعمال بعد میں ہیں۔ ﴿ان الذین امنوا و عملوا الصلحت﴾

● "ہم کو پتہ نہیں چلتا کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے۔ 72-73 فرقے ہیں صحیح کی پہچان کیا ہے؟"

(تحفۃ المجالس ص: 11)

جس کو خود صحیح اور غلط کی پہچان نہیں وہ صحیح العقیدہ اہلسنت کیسے ہو سکتا ہے اور دوسروں کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے؟



﴿فتنۃ کو ہر شاہی کے ہیرو کاروں کا مونو گرام﴾



نوٹ: اس علامت والے سرخ سنیکروں، بیجوں، اشتہارات اور جھنڈوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ یہاں
دل میں لفظ "اللہ" سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنے دجل و فریب پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

قرآن میں ہو غلط زن اسے مرد مسلمان اللہ کے ساتھ عطا ہدایت کردار



نیاز سواتی

کرسی نامہ

انسان کا ہر عیب چھپا دیتی ہے کرسی

بڈھو کو بھی ذی شان بنا دیتی ہے کرسی

شب بھر میں یہ مفلس کو بنا دیتی ہے زردار

سوئی ہوئی قسمت کو چگا دیتی ہے کرسی

گاؤں میں جو مشہور ہو "مگلو" کے لقب سے

اس شخص کی بھی "گلشیر" بنا دیتی ہے کرسی

وہ لوگ جو مریل سے نظر آتے ہیں پہلے

ان لوگوں کی توندوں کو بڑھا دیتی ہے کرسی

تا عمر وہ پھر اس کے لیے بھرتا ہے آہیں

اک بار جسے جلوہ دکھا دیتی ہے کرسی

وہ لوگ جو رہتے ہیں کرائے کے مکاں میں

بنکوں میں انہیں لا کے بٹھا دیتی ہے کرسی

مگر صاحب کرسی ہے فقط تین ہی فٹ کا

اس بونے کو چھ فٹ کا بنا دیتی ہے کرسی

وہ لوگ جو اک لفظ ادا کر نہیں سکتے

تقریر کا فن ان کو سکھا دیتی ہے کرسی

نزدیک نہیں آتا نیاز اس کے کوئی بھی

جس شخص کو اک بار گرا دیتی ہے کرسی

قرآن میں ہو غلط زن اسے مرد مسلمان اللہ کے ساتھ عطا ہدایت کردار



آج انسانی معاشرے میں تباہ کن برائیاں اور طرح طرح کی خرابیاں ہر منہ کھولے اپنا سر اُبھار رہی ہیں جن کی بھینک اور بڑی بڑی شوخ آنکھیں ہمہ وقت شرارت کا پیغام دیتی نظر آتی ہیں۔ اخلاقی حیات کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ جدھر دیکھو انسانیت سوز حرکتیں قیامت کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ جبر و تشدد، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارتگری اور لاقانونیت عام اور روزمرہ کا دستور بن چکے ہیں جن میں کوئی غرابت باقی نہیں رہی۔ اقدار انسانیت کی پامالی، عریانی و فحاشی اور جنسی انارکی نے آرٹ اور فیشن کا روپ دھار لیا ہے۔ قومی و جغرافیائی تنفر، ملکی و سیاسی جھگڑے، لسانی و صوبائی گروہ بندیاں، مذہبی اور نسلی امتیازات، جارحانہ فرقہ پرستی اور بین الاقوامی لوٹ کھسوٹ وغیرہ تمام خرابیاں و بائی امراض کی طرح پھوٹ پڑی ہیں۔ شراب نوشی، قمار بازی، زنا کاری، بغض و عناد اور جنگی وغیرہ تو گویا بدی ہی نہیں سمجھے جاتے۔ یہی وہ فواحش و منکرات ہیں جن کی لپیٹ میں آج پورا کرۂ ارض آچکا ہے۔

انسان نفسانی و شہوانی جذبات میں بہہ کر ایک زبردست طوفان کی طرح ایک آبادی کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کا رخ کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی اس پیاس کو بجھانے کے لیے قلبی نشاط اور دلی سکون کے سارے ساغروں کو چٹ کر جانے کے باوجود بھی اس کے اندر کے جذبات کا تجسس پھل من مزید کا نعرہ لگاتا ہی جا رہا ہے۔

مذکورہ تمام اخلاقی بیماریوں کا تجزیہ کیا جائے تو ہر برائی کی تہہ میں خود غرضی اور حق تلفی کا بنیادی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے اور یہی دونوں چیزیں (خود غرضی و حق تلفی) تمام فواحش و خرافات کی جڑ ہیں۔ جب تک یہ جڑ باقی و برقرار رہے گی معاشرے سے منکرات و معاصی کا قلع قمع نہ ہو سکے گا۔ لہذا موجودہ اخلاقی گراؤ اور تہذیبی و معاشرتی بد حالی کے خاتمہ کے لیے اس اصل جڑ کا قطع و برید اور اس بنیادی عنصر پر تیشہ زنی ضروری ہے۔ مگر یہ جڑ اس وقت تک نہیں کٹ سکتی جب تک کہ موجودہ مذہب بیزاری اور آخرت فراموشی کی جگہ ایک بالائے ترستی کے وجود اور آخرت کی جوابدہی کا تصور ہر دماغ میں رچ بس کر عام نہ ہو جائے۔

آئندہ ہوا کیا ڈگر اپنائے گی اس کی تعین تو فی الوقت نظر انداز کیجیے لیکن ہوا کے موجودہ رخ نے مفکرین

و مدبرین کے ذہنوں میں جو غلطہ برپا کیا ہے وہ مزید اندر ہی اندر ان کے خیالوں میں ایک نئی راہ و اصلاح کی تلاش کی سوئی چھوڑ رہا ہے۔ ایک طرف تو انہوں نے سوسائٹی میں فساد و بگاڑ کے لیے عریانی و فحاشی اور لاقانونیت کے سارے دروازے کھلوائے اور جب ساری قوم شر و غلاظت میں لت پت پڑی نظر آئی تو اٹھارہ سوں و صدیوں کے کرتے ہیں۔ اگر یہ مغربی مفکرین و مدبرین ہماری روشن تاریخ کا نگاہ عبرت اور وقت نظر سے مطالعہ کرنے کو یقیناً ان کی نگاہوں کے لیے موجودہ معاشرتی جرائم کے مداوے کی صاف و صحیح راہیں کھل جاتیں۔

واقعہ یہ ہے کہ خدا بیزاری اور آخرت فراموشی یا الحاد و بے دینی ہی کے باعث موجودہ تہذیبی، عائلی، معاشرتی، قومی، صوبائی، جغرافیائی، ملکی و بین الاقوامی تمام شاخشاں نے جنم لے رہے ہیں۔ ان سے عفت و عصمت، حفاظت و صیانت اور اتحاد و وحدت کی ساری عمارتیں مسمار ہو رہی ہیں۔ تہذیب جدید کے علمبرداروں نے تصور خدا اور اس کے قانون کو کاروبار حیات سے خارج کر کے بڑی قس غلطی کی ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات آج پورے عالم پر پڑ رہے ہیں اور ان کی زہریلی چھینٹیں کلچر و کردار کا صاف و سفید دامن و انداز کر رہی ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ ایک بے مہار اور غیر جوابدہ شخص سے سوائے خود غرضی، عیاشی و فحاشی اور کام و دہن کی آسودگی کے اور کیا سرزد ہو سکتا ہے؟ ایک کامل اور دولت مند آدمی عیش و آسائش، تن پروری، لذت طلبی اور حیوانی جذبات کی تسکین کے نت نئے طریقے کے علاوہ اور سوچ بھی کیا سکتا ہے؟

اے دنیا کے انسانو! صرف ظاہری فوائد کو دیکھ کر کسی چیز کے اچھے ہونے کا فیصلہ کرنا صحیح نہیں بلکہ باطنی نتائج و اثرات کو بھی مد نظر رکھنا از حد ضروری و لازمی ہے۔ یقیناً آپ نے دنیا کا ظاہری روپ دیکھا ہے اور اس کے رنگ و برنگ نقابوں کے پُر فریب نظاروں میں اس طرح محو ہو گئے ہیں کہ اندازہ قد و قامت کے باوجود پری اور ڈیو میں فرق نہیں کر پائے اور اس وجہ سے اس پر مر مٹے ہیں۔ چاند کو ساری دنیا خوبصورت اور حسن و رعنائی میں یکتا کہتی ہے جب کہ اس کے اندر بے شمار سنگریزے، پتھر اور پہاڑ ہیں۔ جس نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا ہے وہی اس کی معنویت جانتا ہے۔ کاغذی پھولوں میں مہک اور خوشبو نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

لہذا اگر آپ چاہتے ہو کہ ہم غلاظت و فواحش کے دلدل سے نکل کر آبِ طہور سے اپنے کو دھوئیں اور پھر پاک و صاف ہو جائیں تو اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ خدا اور اس کے رسول سے بغاوت و سرکشی چھوڑ دو اور گہوارۂ امن و امان "شریعت اسلام" میں کلمہ اسلام پڑھ کر رہو۔ قوانین اسلام کے پابند اور سچے پاسان بن جاؤ۔ کیوں کہ اسلامی قوانین و ضوابط جہاں دنیوی زندگی میں صالح معاشرے کی تشکیل اور جسم کے داغ و حلقے کا دریغ

ہیں وہیں آخرت کی زندگی کے لیے مجرم کے پیروں سے عذاب کی زنجیریں کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اسلامی قوانین میں وہ ساری قوانین بھری گئی ہیں جو خانگی جہاں سے لے کر انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد کی ساری کڑیاں ایک ایک کر کے جدا کر کے پھر سے انسانوں کو زیست کی آسودگی بخشی ہیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت اور ناقابل انکار صداقت ہے کہ مذہبی قوت کے بغیر اجتماعی زندگی کا نشوونما پانا اور اس کی کثیر شیرازہ بندی کا مجتمع ہونا ناممکن و محال ہے۔ مذہب یا ایک آن دیکھے خدا کا خوف ہی انسان کو قابو و کنٹرول میں رکھ سکتا ہے۔ مذہب اسلام ہی میں وہ صولت جباری اور دبدبہ قہاری ہے جو دنیا کے قلوب انسانی کی کایا پلٹ سکتا ہے۔ مذہب اسلام میں وہ طاقت ہے جو پہاڑوں کا سینہ چیر سکتی ہے دریاؤں کو پاٹ سکتی ہے اور زبردست سے زبردست طوفان کا رخ موڑ سکتی ہے۔ ”مذہب“ انسانی قلوب و اذہان پر حکومت کرتا ہے جب کہ غیر مذہبی قوانین صرف جسم پر ہی نافذ ہوتے ہیں۔ ان دیکھے خدا کا خوف اور ہولناک قیامت کی جوابدہی کا عقیدہ ہی تمام خرابیوں کے سد باب کا ذریعہ ہے۔

”اسلامی قوانین“ قتل و قتال، جنگ و جدال، باہمی منافرت و برستگی، چغل چپائی، قلبی بغض و دلی عناد وغیرہ ساری اخلاقی و نفسیاتی بیماریوں کی کوئی منظم اسکیم نہیں ہیں بلکہ دنیا کو دنیا کے خالق و مالک کے اقتدار اعلیٰ کے تحت لانے کا عظیم الشان نظام قدرت و حکمت ہے۔ گردن سے غیر اللہ کا قلاوہ اتار کر اللہ کے سامنے سجدہ ریز کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے، فرد سے جمیعت تک اور خانگی امور سے امارت و سلطنت تک قوانین الہیہ کے نفاذ و برقرار رکھنے کے لیے اسلام وہ پہلا مذہب ہے جو آں دم تا ایں دم اپنے نام لیواؤں کے دامن میں قلبی سکون اور باہمی کشمکش سے رستگاری کا اچھا مشرہ بھرتا چلا آیا ہے۔ چونکہ تمام دنیوی غیر خدائی قوانین ناقص انسانی اذہان کے ساتھ گانٹھ کے نتائج ہیں اس لیے ان قوانین پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان دوسرے انسان کی چیرہ دستیوں اور کارستانیوں سے کبھی بھی محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا بلکہ قدم قدم پر اسے مصائب و آلام کی ٹھوکروں سے دوچار رہنا پڑے گا کیونکہ ہر بڑی مچھلی چھوٹی کو نگل جانے کی ٹوہ میں رہتی ہے۔

دنیا میں حکومت و اقتدار پر جان و جسم کی بازی لگا دینے والے جب اللہ تعالیٰ کے قوانین سے آزاد و بے لگام ہو جاتے ہیں تو خود غرضی اور تعدی کا شیعہ اور جو روحان کی سرشت ہو جاتی ہے۔ ایسے سارے ملکی و سماجی ناقص نظاموں کو بنیاد بن سے اکھاڑ کر صرف اور صرف خدا کے محکم قوانین کو نافذ کرنا اسلام کا اولین منصب اور نصب العین ہے۔ اس میں کسی بھی ریب و شک کی گنجائش نہیں کہ سماج کے افراد ہی معاشرے کے حسن و قبح کو جنم دیتے ہیں۔ نیکو

کار لوگوں کی زندگی سے صالحیت کا فروغ ہوتا ہے اور بدکاروں کی زندگی سے بدکاریاں بڑے پیمانے پر پھیلتی ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا اصل مشن ہی برائیوں کا استیصال اور حقوق العباد کا تحفظ ہے۔ اس مشن نے ہمیشہ انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ جگڑے ہوئے بے مہار معاشرے کی اصلاح ہو سکتی ہے تو صرف انبیائے کرام علیہم السلام کے بتائے ہوئے طریقے کو اپنا کر ہی ہو سکتی ہے۔ اسلام نے اصلاح معاشرہ کے لیے جن اصولوں کی تعلیم دی ہے وہ بارہا کے آزمودہ اصول اور علم الاخلاق کے بیش بہا موتی ہیں۔

حکمت و دانش کے ان بیش بہا اصولوں میں سے ذیل میں صرف چار اصول کا اندراج کرتا ہوں جنہیں اپنا کر انسانیت کے بکھرے ہوئے پر اگندہ گیسوؤں کو پھر سے سنوارا جاسکتا ہے۔ موجودہ دنیا بلا تفریق مذہب و ملت اگر اسلام کے صرف انہیں چار اصولوں پر بھی اگر عامل ہو جائے تو آج بھی اس کی کایا پلٹ سکتی ہے اور ہر قسم کی برائیوں کی جڑیں کٹ سکتی ہیں۔

① ﴿لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لَابْيَضٍ عَلَى أَسْوَدٍ وَلَا لَأَسْوَدٍ عَلَى أَبْيَضٍ﴾ اس حدیث کا ترجمہ مفہوم یہ ہے کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور کوئی گورا کسی کالے سے برتر نہیں سوائے تقویٰ اور پارسائی کے۔ کالے اور گورے سب کے سب آدم ﷺ کی اولاد ہیں اور آدم ﷺ کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔

یہ وہ عظیم درس ہے جو موجودہ قومیت و وطنیت اور نیشنل ازم کے تصورات پر تیشہ چلائے ہوئے تمام انسانوں کو اخوت و مساوات اور باہم مودت کا صحیح بلند ترین نظریہ فراہم کرتا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر پورا معاشرہ ایک قبیلے اور ایک خانوادے کی طرح سکون اور طمانینت بھری زندگی بسر کر سکتا ہے۔

② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدُهُ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ﴾ ﴿وَرِیَاضُ الصَّالِحِينَ﴾ یعنی تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔ حکمران ایک ذمہ دار ہستی ہے (اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا) عورت بھی اپنی جگہ پر جوابدہ ہے اور اس سے اپنے گھریلو امور کے متعلق جوابدہی کا مطالبہ ہوگا۔ پس تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری پوچھی جائے گی۔ خادم و غلام سارے لوگ ذمہ دار ہیں جس سے ان کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔

یہ ایک ایسا اصول اصول ہے جس کے نفاذ کے بغیر کوئی بھی سماج و معاشرہ مستحکم و پائیدار نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس معاشرے کے افراد خواہ مرد ہوں یا عورت، حاکم ہوں یا محکوم، مالک ہوں یا مزدور، تاجر ہوں یا کسان، دیہاتی ہوں یا شہری، جب تک اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ان سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے وہ معاشرہ کبھی بھی اصلاح پذیر ہو نہیں سکتا۔

③ ﴿مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ﴾ ﴿مُسْلِم شَرِيف﴾ تم میں جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھوں سے مٹا دو۔ اگر اتنی استطاعت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اس کی مذمت کرو اور اگر اتنی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر کم از کم دل سے اس کو بُرا جانو اور یہ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے۔

ظاہر ہے کہ جب معاشرے کا ہر فرد اپنی اپنی حیثیت کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داریوں کو پوری کرنے کی کوشش کرے گا تو پھر سوسائٹی میں پھیلی ہوئی تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور سارے منکرات و معاصی کا آسانی سے سدباب ہو جائے گا۔

④ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَفْضُوا مِنْ ابْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أَرْوَاحَهُمْ ذَلِكَ اِزْكَىٰ لَهُمْ اِنْ اَللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ ﴿سُورَةُ النُّوْرِ﴾ مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لیے بہت ستمرا ہے۔ اللہ ان کے سب کام جانتا ہے۔

﴿عَنْ جَرِيرٍ مَّثَلَتْ عَنْ نَظَرِ الْفَجَاءِ فَاَمْرًا لِيْ اَنْ اَصْرَفَ بَصْرِيْ﴾ ﴿مَشْكُوَّة﴾ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ فوراً نگاہ پھیر لو۔

اسلام نے مرد و عورت دونوں ہی کو حفاظت کی تاکید کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ہر انسان ایسی شے پر نگاہ ڈالنا ہی چھوڑ دے جن کے دیکھنے کے سبب میلان طبع، قباَح و مفساد کو وجود بخشنے تو پھر کسی گناہ کی خواہش ہی دل میں پیدا نہیں ہوگی کیونکہ دیکھنے ہی سے اکثر و بیشتر مذمومات جنم لیتے ہیں۔ دُور کیوں جائیں نا بیٹا آدمی ہی کا جائزہ لیا جائے تو حقیقت سامنے آجائے گی کہ وہ چوری، ہتھیار بند لڑائی، زنا کاری وغیرہ سے محض نا دیدگی ہی کی وجہ سے قانون کے حصار میں رہتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے اس مذکورہ اصول پر اگر عمل درآمد کیا جائے تو یقیناً انسان سے درندگی کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیک صفت اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے اوں

میں گداز پیدا کرے اور جس پر لوگوں کا مطلع ہوتا تم نا پسند کرو یعنی جسے تم لوگوں سے چھپاتے پھرو۔ اس ارشاد نبوی کے ذریعہ لوگوں کو ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے پر ابھارا گیا ہے۔ دراصل ہر شخص کے باطن میں ایک نور یزدانی و دیعت کر دیا گیا ہے جو اُسے ہر ایسے کاموں سے ٹوکتا ہے جو معاشرے میں گندگی کا سبب بنے اور ہر اچھے کاموں پر ابھارتا ہے۔ خواہ وہ خدا پرست ہو یا بے دین یا کوئی دہریہ ہی ہو کبھی کو یہ باطنی نعمت عطا کی گئی ہے۔ اگر ہم اسلام کے انہیں فطری اصولوں پر عامل ہو کر ان کے حسات و برکات سے استفادہ کریں تو ہم آج بھی کندن بن سکتے ہیں۔

عیار اہل مغرب کو کون سمجھائے کہ خدائی قوانین پر ہمیشہ ان کی بدبودار زبان نے جرح کرنے کی کوشش کی کہ اسلام تو خواہ مخواہ عورتوں کو پردے کا حکم دیتا ہے۔ عورت کو دیکھنے سے کیا ہو گیا؟ صرف دیکھنے سے اُس کی آبرو تو مسمار نہیں ہو جاتی۔ لہذا عورت اگر سیر و تفریح کرے تو اس میں اُس پر کون سی قیامت آپڑتی ہے کہ اسلام شہود کے ساتھ عورتوں کو خوشگوار آب و ہوا سے محروم کرنے پر تیار رہتا ہے۔

ایک طرف تو وہ عقل و خرد میں بزم خویش صف اول میں شمار ہوتے ہیں اور دوسری طرف احمقانہ باتیں کرتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے کہ دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا تو مندرجہ ذیل کیفیات کیوں رونما ہوتی ہیں؟ شیر اگر سامنے آجائے اور انسان صرف اسے دیکھ لے تو صرف دیکھنے سے جسم اور جان پر کیا بنتی ہے؟ سوچئے حالانکہ شیر نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ ہنرہ اور بھول صرف دیکھے جاتے ہیں تو پھر صرف اُن کے دیکھنے سے دل مطمئن اور مسرور کیوں ہوتے ہیں؟

مشہور معالج ڈاکٹر نکلسن کہتا ہے کہ نگاہیں جس جگہ جاتی ہیں وہیں جم جاتی ہیں پھر اس کا اچھا اور بُرا اثر دماغ اور ہارمونز پر پڑتا ہے۔ سوائے ماں، بہن اور دیگر محرمات کے علاوہ کسی بھی اجنبی عورت کے دیکھنے سے ہارمونری سسٹم کے اندر جو خرابی میں نے دیکھی ہے شاید کوئی دیکھ سکے کیونکہ ان نگاہوں کا اثر زہریلی رطوبت خارج کرتا ہے جس سے تمام جسم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس، صفحہ: ۳۳۰)

اسلام کے بے شمار اصولوں میں سے میں نے چند ہی اصولوں کو زیب قرطاس کیا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر کوئی انسان کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو ان بنیادی اصولوں سے استفادہ کرے تو وہ کچھ سے کچھ بن سکتا ہے۔ ان ہی اصولوں کی بدولت انسانوں کا وہ طبقہ جو دنیا میں آلائشوں کے سمندر میں غرقاب ہے پھر دور بارہ بیکر انسانیت اور محبت رحمت بن کر ایک انقلاب برپا کر سکتا ہے۔ دنیا کے لیے قرآن اولیٰ کے راست باز مسلمانوں کی طرف مغرب اہل اللہ کی ایک امید ہے۔

۔ فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے قابل
پیدا ہوا اگر اس کی طبیعت میں حریری

﴿واخرج الثعلبی عن ابن عباس فی قوله ﴿الْم تَرَىٰ إِلَى اللَّهِ دِینَ یُزْعَمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا﴾
الآیة قال نزلت فی رجل من المنافقین یقال له بشر، خاصم یہودیاً فدعاه الیہودی الی
النبی ﷺ ودعاه المنافق الی کعب بن الأشرف، ثم اتھما احتكما الی النبی ﷺ فقضى
للیہودی فلم یرض المنافق۔ وقال تعال نتحاکم الی عمر بن الخطاب۔ فقال الیہودی لعمر:
قضى لنا رسول اللہ ﷺ فلم یرض بقضائه۔ فقال للمنافق: اکذلك؟ قال: نعم۔ فقال عمر:
مکانكما حتی اخرج الیکما۔ فدخل عمر فاشتمل علی سیفه، ثم خرج فضرب عنق المنافق
حتى یردثم قال: هكذا أقضى لمن لم یرض بقضاء اللہ ورسوله فنزلت﴾

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ النَّبَیَّ الْمُنَوَّرَ، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی ف: ۹۱۱، جلد ۲، صفحہ ۳۲۰،
طبع: دار الکتب العلمیہ بیروت﴾

ترجمہ: ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے الم تری الی الذین یزعمون انھم امنوا۔۔۔۔۔
والی آیت کریمہ کا شان نزول یوں نقل کیا ہے کہ ایک یہودی اور بشر نامی ایک منافق کے مابین کسی معاملہ میں جھگڑا
ہو گیا۔ یہودی نے بشر کو کہا کہ اس تنازع کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں لے جاتے ہیں۔ بشر منافق
نے اس یہودی کو کہا کہ (نہیں) کعب بن اشرف کے پاس لے جاتے ہیں۔

یہودی کے نہ ماننے پر آخر کار وہ دونوں اس جھگڑے کے فیصلے کے لیے حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ
اقدس میں حاضر ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے (معاملہ سماعت فرما کر) یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ منافق اس فیصلے
پر راضی نہ ہوا چنانچہ وہ یہودی کو کہنے لگا کہ اس کا (دوبارہ) فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کرواتے ہیں۔

جب وہ دونوں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کروانے پہنچے تو یہودی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنہ کو کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ میرے حق میں فرما چکے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منافق سے
پوچھا کہ کیا بات اسی طرح ہے جس طرح تیرا مقابل کہتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ تم دونوں میرے واپس آنے کا انتظار کرو۔ (یہ کہہ کر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور) تھوڑی ہی دیر میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تلوار ہاتھ میں لیے واپس تشریف لائے
اور آتے ہی اس منافق کا سرتن سے جدا کر دیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر
راضی نہ ہو اس کا فیصلہ میں یہی کر سکتا ہوں۔